جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِیُخۡرِجَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

النور

نبوت ۱۳۸۸ ہش
نومبر ۲۰۰۹ء

Newly renovated Baitul Hameed Mosque, Chino, California
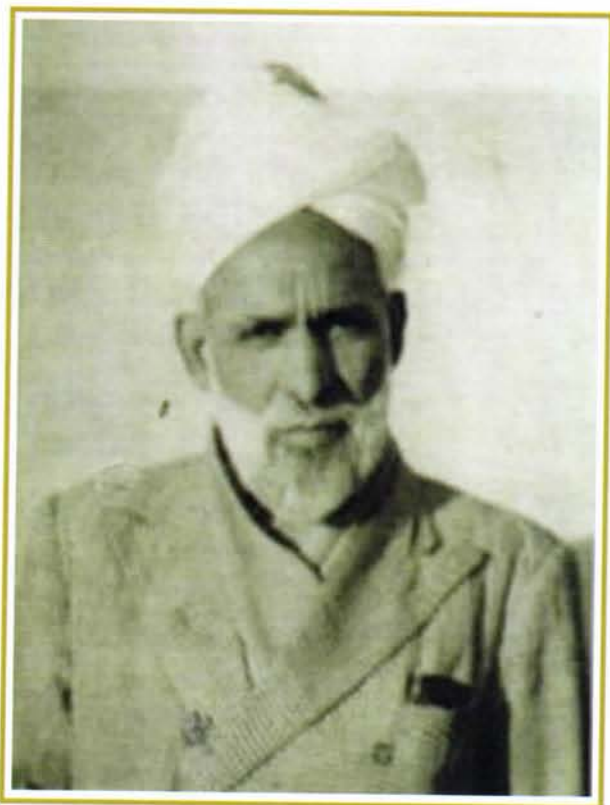
Khan Sahib Qazi Muhammad Rashid,
Former Vakilul Mal II, Rabwah

Br. Usman Khalid of St. Louis
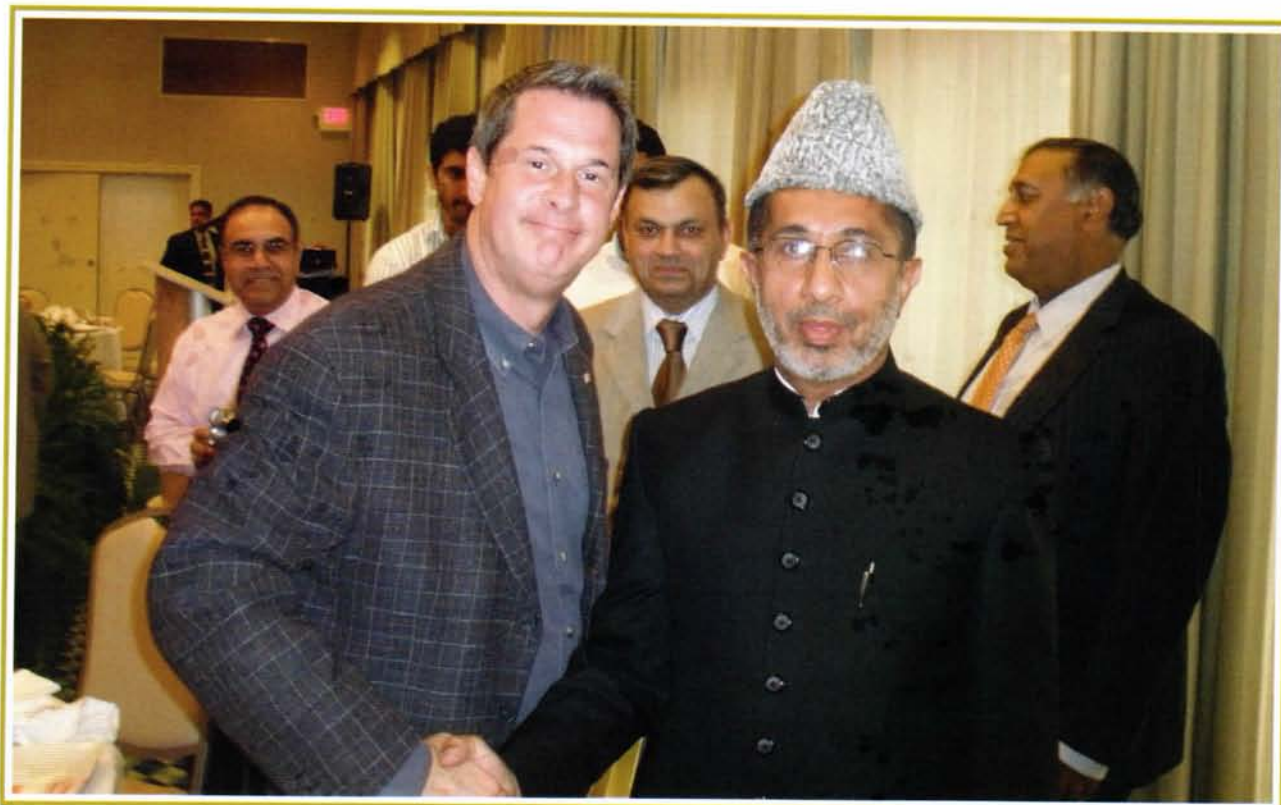
Imam Zafarullah Hanjra with U.S. Senator David Vitter
who adressed Ahmadiyya Mmuslim Community of New Orleans

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ (2:258)

النــــور

نومبــر 2009

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

لکھنے کا پتہ:
karimzirvi@yahoo.com
Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ۙ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۙ

(الصّٰفّٰت: 23-25)

ان لوگوں کو اکٹھا کرو جن لوگوں نے ظلم کئے اور ان کے ساتھیوں کو بھی اور ان کو بھی جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے سوا۔ پس انہیں جہنم کے دروازے پر ڈال دو۔ اور انہیں ذرا ٹھہراؤ، یقیناً وہ پوچھے جانے والے ہیں۔

{700 احکام خداوندی صفحہ 56}

فہرس

قرآن کریم

أَرَءَيْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝

(سورة الماعون: 2)

(اے مخاطب) کیا تُو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

گلیلیو نے جب یہ تحقیق کی کہ سورج زمین کے گرد چکر نہیں کھاتا بلکہ زمین سورج کے گرد چکّر کھاتی ہے تو پادریوں نے اُس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور کہا کہ بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا ہے اور جب انسان خدا کی شکل پر ہے اور انسان اس زمین پر رہتا ہے تو لازماً یہ زمین اعلیٰ ہوئی مگر یہ اتنا بڑا کفر بکتا ہے کہ کہتا ہے وہ زمین جس پر خدا نے انسان کو بنایا وہ سورج کے گرد چکر لگاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے گلیلیو کو مختلف قسم کی اذیتیں پہنچانی شروع کر دیں۔ کچھ مدّت تک تو وہ مقابلہ کرتا رہا مگر آخر اُس نے اعلان کیا کہ میں اب سمجھ گیا ہوں۔ دراصل شیطان نے مجھے کافر اور بے دین بنانے کیلئے ورغلا دیا تھا اور مجھے یہ نظر آنے لگا کہ زمین سورج کے گرد چکر نہیں کاٹتی ہے لیکن یہ غلط تھا زمین سورج کے گرد چکر نہیں کاٹتی بلکہ سورج زمین کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ کیونکہ دین میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اس لئے میں اپنے پہلے عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ کتنی چھوٹی سی بات تھی مگر کہاں گئی اُس کی صداقت اور کہاں گیا اس کا دعویٰ۔۔۔ ادھر وادیِ غیر ذی زرع کا رہنے والا ایک شخص جو پڑھا لکھا نہیں تھا جو دستخط کرنا بھی نہیں جانتا تھا جس کا صرف اتنا دعویٰ نہیں تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے یا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے بلکہ وہ اپنی قوم اور ملک کے رسم و رواج اور اس کے عقیدوں کے خلاف ساری دنیا میں اعلان کرتا تھا کہ اس دنیا کا ایک خدا ہے جب اس کی قوم نے اُس کی مخالفت کی تو وہ نڈر ہو کر ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک لمبے مقابلہ کے بعد اس کی قوم نے یہ تدبیر کی کہ اُس کے چچا کا اُس پر بڑا اثر ہے اگر اُس کے ذریعہ اُسے سمجھایا جائے اور وہ بھی یہ دباؤ ڈالے کہ اگر تم نے اس طریق کو جاری رکھا تو میں بھی تمہیں چھوڑ دوں گا تو ممکن ہے یہ شخص سیدھا ہو جائے اور یہ سوچ کر قوم کے بڑے بڑے لوگ اُس کے چچا کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہم سے لڑائی کر رکھی ہے اور وہ بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اب ہم تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ آخر اس لڑائی کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اگر دماغ خراب ہو گیا ہے تو اُس کے علاج پر جو بھی خرچ آ سکتا ہو وہ ہم خرچ کرنے کیلئے تیار ہیں یا کیا اس کو دولت کی خواہش ہے اگر یہ ہے تو ہم اپنی تمام دولت جمع کر کے اس کا تیسرا حصہ اُسے دے دیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر بڑے سے بڑا مالدار اور ہر غریب سے غریب انسان بھی اپنی دولت کا تیسرا حصہ اس کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہے۔ یا پھر کیا اس کی یہ خواہش ہے کہ کسی اچھے خاندان میں اس کی شادی ہو جائے اگر اس کی یہ خواہش ہے تو ہم سارے رؤوسا کی

لڑکیاں اس کے سامنے پیش کرنے کیلئے تیار ہیں وہ جس سے چاہے شادی کرلے۔ یا پھر اُسے حکومت کی خواہش ہے؟ اگر یہ بات ہے تو ہم حکومت اُس کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہیں۔۔۔ ہم اس کے بدلہ میں یہ نہیں کہتے کہ تمہارا بھتیجا اپنا دعویٰ چھوڑ دے ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے بتوں کی تردید نہ کرے اور باتوں کے متعلق وہ بے شک وعظ وغیرہ کرتا رہے۔۔۔ نمائندہ وفد یہ پیشکش کرنے کے بعد واپس چلا گیا تو اُس نے اُس اُمّیؐ وادیٔ غیر ذی زرع میں رہنے والے اور ایک غیر متمدن ملک میں پرورش پانے والے بھتیجے کو بلایا اور اُس سے کہا اے میرے بھتیجے! تجھے معلوم ہے کہ میری قوم میرا کتنا لحاظ کرتی ہے آج وہ میرے پاس آئی تھی اور اُس نے مجھے کہا تھا کہ ہم نے تیری خاطر اب تک تیرے بھتیجے کو چھوڑ رکھا ہے اُسے کوئی سزا نہیں دی (دراصل ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اتنی سزا نہیں دی جس سے وہ ختم ہوجائے ورنہ سزا تو وہ دیتے رہتے تھے) مگر اب معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ لڑائی کسی طرح ختم ہوجائے چنانچہ اے میرے بھتیجے آج انہوں نے یہ یہ تجویزیں میرے سامنے رکھی تھیں جن کا مَیں کوئی جواب نہیں دے سکا۔ میری قوم مجھے کہہ گئی ہے کہ تیرا بھتیجا ان میں سے جس تجویز کو چاہے مان لے کہ ہم اُس پر راضی ہیں اور اگر وہ کسی تجویز کو نہ مانے تو پھر تُو اس کا ساتھ چھوڑ دے کیونکہ وہ غیر معقولیت پر قائم ہے اور بلاوجہ ضد کرتا ہے اور اگر تُو اس کے بعد بھی اپنے بھتیجے کو نہ چھوڑے تو ہم مجبور ہوجائیں گے کہ تیری سیادت سے انکار کردیں اور تجھے اپنی لیڈری سے الگ کردیں چچا یعنی ابوطالب نے جب یہ کہا تو اس خیال سے کہ میں نے ساری عمر جس قوم کی خدمت کی ہے وہ بھی آج مجھے چھوڑنے کیلئے تیار ہوگئی ہے۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے تب اُن کے بھتیجے یعنی رسول کریم ﷺ نے اپنے چچا کی یہ حالت دیکھی تو پرانی محبت اور تعلقات کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور آپ نے فرمایا اے میرے چچا مَیں آپ سے یہ قربانی نہیں چاہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں۔ اے چچا آپ اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں اور اُسے خوش رکھیں۔ باقی رہا اُن کی تجاویز سو مَیں نے جو کچھ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا ہے سچ سمجھ کر کیا ہے کسی دنیوی لالچ یا حرص کی وجہ سے نہیں کیا۔ اور یہ تجویز تو کچھ چیز ہی نہیں اے میرے چچا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لاکر کھڑا کردیں تب بھی میں اُس سچائی کو نہیں چھوڑ سکتا جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے اور جس کے پیش کرنے کا اُس نے مجھے حکم دیا ہے۔۔۔ یہ فکر و تدبیر سے تعلق رکھنے والی بات نہیں بلکہ یہ کچھ اور بات ہے جس نے ایک ایسا گہرا نقش اس کے دل پر پیدا کرلیا ہے کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اور قوت اِسے اپنے مقام سے ہلا نہیں سکتی اور سچ کی خاطر یہ ہر موت قبول کرنے کیلئے تیار ہے۔ تب جس طرح آگ کے پاس بیٹھنے والا گرم ہوجاتا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نورِ ایمان کی چنگاری سے ابوطالب کا دل بھی گرم ہوگیا اور اُس نے کہا اَے میرے بھتیجے جا اور اپنے کام میں مشغول رہ۔ میری قوم اگر مجھے چھوڑتی ہے تو بیشک چھوڑ دے میں تجھے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ کیا دنیا کے فلسفیوں میں اس قسم کی کوئی مثال مل سکتی ہے جس میں یہ سارے کونے موجود ہوں۔ یوں نہیں کہ فلاں فلسفی مارا گیا بلکہ ایسی مثال جس میں اس واقعہ کی طرح ہر قسم کی پیشکش کی گئی ہو اور وہ پھر بھی اپنے دعویٰ پر قائم رہا ہو۔ یقیناً یورپ کے کسی فلسفی میں تم ایسی مثال تلاش نہیں کرسکتے لیکن اسلام میں تمہیں ایسی ہزاروں مثالیں دکھائی دیں گی۔ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ہی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اُن کے غلاموں اور اُن کے چاکروں میں بھی۔

(تفسیر کبیر جلد دھم صفحات 159-166)

احادیث مبارکہ

عَنْ اُمِّ هَانِیْ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَاعَائِشَةُ لِيَكُنْ شَعَارُكِ الْعِلْمَ وَالْقُراٰنَ۔

(مسند الامام الاعظم کتاب العلم صفحہ 20)

حضرت اُمِّ ہانیؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تمہارا شعار قرآن کریم اور علم ہو یعنی قرآن اور علم کے ساتھ تمہیں اس قدر محبت ہونی چاہیئے کہ اس سے زیادہ قریب اور پیاری چیز تمہیں کوئی نہ ہو۔ شعار اس لباس کو کہتے ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہے۔

☆=......=......=......=......=......=......=......=

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰلُكَ: فَقَالَ: كُلُّ تَقِيٍّ، وَتَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب الجیم من اسم جعفر صفحہ 115و در منثور 183/3 الشفاء لقاضی عیاض فصل فی الاختلاف فی الصلوٰۃ علی غیر النبی۔ نیل الاوطار صفحہ 285/2 کشف الغمہ باب الصلوٰۃ علی النبی صلّی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صفحہ 196/1)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کی آل سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر نیک اور متقی آدمی میری آل میں شامل ہے۔

☆=......=......=......=......=......=......=......=......=☆

جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ اَسَآءَ اِلَيْهَا۔

(جامع الصغیر صفحہ 120/1 بحوالہ ابن عدی فی الکامل 2۔البیہقی فی شعبا الایمان)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انسانی دل کی سرشت اور جبلت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ محسن سے محبت اور برا سلوک کرنے والے سے نفرت کرے۔

☆=......=......=......=......=......=......=......=......=☆

۔۔۔ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔۔۔

’’مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دُور پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ عیب اُن کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھُوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیئس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کیلئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا۔ کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کیلئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اور یا امن قائم کرنے کیلئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کیلئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کیلئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں جو اُنکے زعم میں دُنیا کو خُون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اُٹھائے گا بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خُو اور خلق پر ہو گا اور انکے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا کہ گویا ہو بہو وُہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر اُنکے دوسری قوموں سے بُغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دُور کر دوں۔ اور قاضی یا حَکَم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اسی فیصلہ کیلئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلّی برگشتہ اور دُور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔۔۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے تجویز کرنا اور انکے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خداشناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اُسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کیلئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔۔۔‘‘

(روحانی خزائن جلد15 ، ستارہ قیصرہ صفحات 120-122)

۔۔۔۔کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔۔۔۔

اَلْقَصِیْدَۃُ الْاُوْلٰی فِیْ نَعْتِ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پہلا قصیدہ

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا ۔۔۔ عَیْنَ الْھُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

اے میرے دل! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا۔

بَرًّا کَرِیْمًا مُّحْسِنًا ۔۔۔ بَحْرَ الْعَطَایَا وَالْجَدَا

نیک، کریم، محسن، بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے۔

بَدْرٌ مُّنِیْرٌ زَاھِرٌ ۔۔۔ فِیْ کُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

وہ چودھویں کا نورانی روشن چاند ہے۔ وہ ہر وصف میں تعریف کیا گیا ہے۔

إِحْسَانُہٗ یُصْبِی الْقُلُوْبَ ۔۔۔ وَحُسْنُہٗ یُرْوِی الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو موہ لیتا ہے اور اس کا حسن پیاس کو بجھا دیتا ہے۔

أَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِھِمْ ۔۔۔ قَدْ کَذَّبُوْہُ تَمَرُّدَا

ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے اسے سرکشی سے جھٹلایا ہے۔

وَالْحَقُّ لَا یَسَعُ الْوَرٰی ۔۔۔ اِنْکَارَہٗ لَمَّا بَدَا

اور سچائی ایسی شے ہے کہ مخلوق اس کا انکار نہیں کرسکتی جب وہ ظاہر ہو جائے۔

اُطْلُبْ نَظِیْرَ کَمَالِہٖ ۔۔۔ فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا

تو اُس کے کمال کی نظیر تلاش کر۔ سو تو (اس میں) یقیناً حیران ہو کر شرمندہ ہوگا۔

(اَلْقَصَائِدُ الْاَحْمَدِیَّۃُ صفحہ 25)

خطبہ جمعہ

قرآن مجید کی عظمت وشان کا تذکرہ اور احباب جماعت کو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کی اہم نصائح

قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاک کے اور کسی کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو۔

انشاء اللہ جماعت احمدیہ کے حق میں پاکستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں وہ الٰہی تقدیر بڑی شان سے ظاہر ہو گی اور خود بخود روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ حقیقی مسلمان کون ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ستمبر 2009ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ○

لَوْاَنْزَلْنَاهٰذَاالْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

(سورة الحشر آیت 22)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ تفکر کریں۔

بعض لوگوں کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ کلام الٰہی کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا کہ اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر بھی اتارتے تو وہ بھی خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانوں کے دل پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ اپنے مقصد پیدائش کو بھول جاتے ہیں۔ اپنے پیدا کرنے والے کو بھول جاتے ہیں۔ اپنی عاقبت کو بھول جاتے ہیں۔

سورة البقرہ میں انسانی دلوں کی سختی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ۔ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ۔ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

(البقرة:75)

یعنی اس کے بعد پھر تمہارے دل سخت ہو گئے۔ گویا وہ پتھروں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ پتھروں میں سے ایسے ہیں جن میں سے دریا بہتے ہیں

اور بعض ایسے ہیں جب پھٹ جائیں تو ان میں پانی بہنے لگتا ہے، چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر جاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا، اللہ تعالیٰ کے کلام کا، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو مختلف تقدیریں چل رہی ہیں ان کا جمادات پر بھی اثر ہوتا ہے۔ لیکن انسان کا دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو دیکھ کر بھی اپنے اندر تبدیلی لانا نہیں چاہتا۔ سورۃ البقرہ کی اس آیت میں یہودیوں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے لیکن یہ حوالہ صرف واقعہ نہیں بلکہ پیشگوئی بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہیں کرو گے تو تمہارے دل بھی اسی طرح سخت ہوں گے۔

آج کل کے حالات دیکھیں تو مسلمانوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ غور کریں کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ باوجود اس کے کہ مغربی دنیا میں جب یہاں کے سیاستدانوں کو مسلمان اپنے فنکشنز میں بلاتے ہیں یا خود اپنے فنکشنز کرتے ہیں تو تقریروں میں، فنکشنز میں یہ لوگ مسلمانوں کی تعریف بھی کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب مجموعی طور پر کسی فیصلے کا وقت آتا ہے تو فیصلے وہی کئے جاتے ہیں جو ان کی اپنی مرضی کے ہوں نہ کہ مسلمانوں کے مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

پس مسلمانوں کی یہ جو دوسرے درجے بلکہ تیسرے درجے کی حیثیت ہے اور ان کے اپنے ملکوں میں بھی حکومتیں چلانے کے لئے دوسروں کی طرف نظر ہے۔ پھر آسمانی اور زمینی آفات ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ سورۃ حشر کی آیت جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے اس سے پہلی آیات میں مومن ہی مخاطب ہیں جنہیں تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کل کے لئے کچھ آگے بھیجنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آخرت کی اور عاقبت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ کی یاد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ورنہ فرمایا اگر اس طرف توجہ نہیں کرو گے تو نتیجتاً تم خود اپنی پہچان کھو بیٹھو گے۔ فسق و فجور میں پڑ کر ذلت کا سامنا کرو گے۔ پس ہوش کرو اور شیطان کے پنجے سے نکلو اور اپنے دلوں کی سختیوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھر کر نرمی میں بدلو۔ لیکن شیطان نے ایسا قابو کیا ہے کہ حقیقت کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ ایک جگہ اس طرح کھینچا ہے کہ:

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(الانعام:44)

یعنی ان کے دل تو اور بھی سخت ہو گئے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں شیطان نے انہیں اور بھی خوبصورت کر کے دکھایا ہے۔

ہر آفت سے، ہر مشکل سے سبق لینے کی بجائے ظلموں میں اَور بڑھ جاتے ہیں۔ فسق و فجور میں اَور بڑھ جاتے ہیں۔

پاکستان میں بھی آج کل شور ہو رہا ہے۔ ہر جگہ مار دھاڑ ہوتی ہے۔ کہیں بجلی کے خلاف، کہیں دوسرے ظلموں کے خلاف، کہیں مہنگائی کے خلاف جلوس نکل رہے ہیں، کہیں دوسری آفات ہیں۔ لیڈر جو ہیں ان کو بھی کوئی فکر نہیں۔ اخباروں میں کالم لکھے جا رہے ہیں کہ ہم لوگ تباہی کے کنارے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ کیا ہے؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ مَیں بتاتا ہوں اور یہ وجہ ایک عرصہ سے بتا رہا ہوں کہ زمانہ کے امام کو ماننا تو درکنار، وہ تو ایک طرف رہا ایسے قانون لاگو کئے گئے ہیں کہ ماننے والوں پر قانون کی آڑ میں ظلم کئے جاتے ہیں۔ وہ ظلم تو پہلے بند کرو۔ امام الزمان کے خلاف ہر سرکاری کاغذ پر گالیوں کی جو بھرمار کی جاتی ہے اس کو تو بند کرو۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اپنے پیاروں کے لئے اپنا کام کرتی ہے۔ کوئی غیر مسلم اگر اللہ اور محمدؐ کا نام یہاں پاکستان میں لے لے، گلوں میں لاکٹ پہنے ہوں تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن احمدی اگر اللہ اور محمد ﷺ کا نام اپنی مسجدوں اور گھروں پر لکھیں تو اسے توڑ کر گندے نالوں میں بہایا جاتا ہے۔ اُس وقت ان کو خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ان سرکاری کارندوں کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ اُس وقت ہتک رسول ان کو نظر نہیں آ رہی ہوتی۔ پس جب یہ چیزیں نظر نہیں آتیں تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پھر اپنا کام دکھاتی ہے۔

پاکستان میں علماء کہلانے والوں کی جہالت کا یہ حال ہے کہ ایک پروگرام کرنے والے کومپیئر ہیں، مبشر لقمان صاحب۔ بہرحال بڑی جرأت سے وہ پروگرام کر رہے ہیں۔ ٹی وی پہ ان کا پروگرام آیا۔ کتنی دیر جاری رہتا ہے۔ کس حد تک بے خوف رہتے ہیں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن بہرحال ان کا ایک پروگرام آیا جب اس میں احمدیوں کا ذکر ہوا تو ایک عالم صاحب وہاں بیٹھے جواب دے رہے تھے اور جس طرح کوکا کولا کا ٹریڈ مارک ہے اور اس نام سے کوئی اَور کمپنی کوکا کولا نہیں بنا سکتی ورنہ پکڑی جائے گی اسی طرح مسلمان صرف ہم کہلا سکتے ہیں اور احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہیں

گے تو ان کو سزا ملے گی۔ ایسے فتوے دینے والے یہ علماء ہیں جن کے بارہ میں حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ایک زمانہ میں انتہائی جاہل اشخاص کو لوگ اپنا سردار بنا لیں گے اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ مسلمان کون ہے؟ مَیں اس کی کسی لمبی علمی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن یہ واضح ہو کہ کامل فرمانبردار اور آنحضرت ﷺ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے اور قرآن کریم کی پیروی کرنے والے اگر کوئی ہیں، مسلمان کی تعریف میں آتے ہیں تو وہ احمدی ہیں۔

دو احادیث بھی اس بارہ میں پیش کر دیتا ہوں جس سے مسلمان کی وہ تعریف واضح ہو جاتی ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے اور یہی حقیقی تعریف ہے، نہ کہ ان علماء کی تعریف جو کوکا کولا کے پیٹنٹ (Patent) نام کو اسلام کے نام کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ جہالت کی انتہا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ ابی مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ قَالَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ

(مسلم کتاب الایمان۔باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لاالٰہ الاّ اللہ)

کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں۔ (ان کو قانونی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے)۔ باقی اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ وہی جانتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے اور وہ اس کی نیت کے مطابق اسے بدلہ دے گا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد، وہ بندوں کی گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے۔

پھر ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰهَ فِي ذِمَّتِهِ ۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ حدیث نمبر 391)

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور اس میں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لی ہے۔ پس اللہ کی ذمہ داری کی بے حرمتی نہ کرو۔ اسے بے اثر نہ بناؤ اور اس کا وقار نہ گراؤ۔

پس علماء جو یہ کہتے ہیں اُن سے میری درخواست ہے کہ اپنے اسلام کو پیٹنٹ نہ کروائیں۔ ایسا اسلام پیش نہ کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی تعریف کے مخالف ہے۔ اسلام وہی ہے جس کی تعریف آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔ ہمیں تو اِس تعریف کے تحت آنحضرت ﷺ نے مسلمان قرار دے دیا ہے اور اس کے بعد نہ ہمیں کسی مولوی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے اور نہ کسی پارلیمنٹ کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے۔

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی مَیں بیان کر دوں۔ گزشتہ دنوں کسی اخبار کے حوالے سے مجھے ایک خبر کسی نے بھجوائی۔ اس کی انہوں نے فوٹو کاپی نکال کے یا اس کا پرنٹ نکال کے مجھے بھجوا دی۔ احمدیوں میں ایسی خبروں کو میرے علم میں لانے کے لئے بھی اور شاید میری رائے پوچھنے کے لئے بھی بھجوانے کا شوق ہے اَور خبر تھی الطاف حسین صاحب کے حوالے سے جو ایم کیو ایم کے لیڈر ہیں کہ انہوں نے احمدیوں کے حق میں کھل کر بیان دیا ہے اور احمدیوں کے ساتھ پاکستان میں جو کچھ زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے، اس کی کھلی کھلی مذمت کی ہے کہ یہ غلط اقدام کئے جا رہے ہیں۔ غلط باتیں کی جا رہی ہیں۔ جب یہ خبر پہنچی تو پریس کے نمائندوں کو چونکہ خبر کو سنسنی خیز کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے کسی اخبار نے شاید اس پر یہ خبر لگا دی کہ مرزا مسرور احمد اور الطاف حسین کی میٹنگ ہوئی لندن میں اور انہوں نے منصوبہ بندی کی ہے کہ پنجاب میں اور پاکستان میں کس طرح ایم کیو ایم کو فعال کیا جائے۔

جہاں تک الطاف حسین صاحب کے بیان کا تعلق ہے ہر محبِ وطن پاکستانی میرے خیال میں یہ چاہے گا کہ ملک میں امن ہو اور ملائیت کا خاتمہ ہو اور فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کو ملک سے باہر نکالا جائے۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ مجھے اس بات پہ خوشی ہوئی کہ الطاف حسین صاحب نے یہ بیان دیا اور جرأت کا مظاہرہ کیا بلکہ اس دفعہ کافی اچھا بیان دے کر کافی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملک میں امن دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرقہ

واریت اور مذہبی منافرت کو ختم کرنا چاہتے ہیں تا کہ ملک ترقی کرے۔ نیتوں کو تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم کسی کی نیت پر تو شبہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس نیک مقصد کامیاب کرے اور کبھی وہ سیاست یا کسی سیاسی مصلحت کی بھینٹ نہ چڑھ جائیں۔ لیکن کل ہی رات کو مَیں نے ٹی وی آن کیا خبریں دیکھتے ہوئے تو اس پہ خبر آ رہی تھی کہ ختم نبوت کے علماء کو جو انہوں نے خطاب کیا اس میں اب ان کی تسلی ہو گئی ہے۔ ختم نبوت والوں کے جو تحفظات تھے ان کے اس بیان کے بعد وہ دور ہو گئے ہیں۔ مَیں نے تفصیل تو نہیں دیکھی کہ کیا تحفظات تھے اور کیا تسلی ہوئی لیکن بہرحال لگتا ہے کہ بیان ان کا کچھ آیا جس سے مولوی خوش ہو گئے۔ مولویوں کی حکومت کا تو یہ حال ہے کہ گزشتہ دنوں اخبار میں وزیراعظم پاکستان کا یہ بیان تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ یہ کام ہو جائے لیکن علماء سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ وزیراعظم کی طاقت کا تو یہ حال ہے۔

جہاں تک میری میٹنگ کا سوال ہے جیسا کہ مَیں نے کہا سنسنی پیدا کرنے کے لئے خبریں لگانے والے دن کو بھی خوابیں دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی میٹنگ ہوئی ہوتی تو جس طرح الطاف صاحب بیان دے رہے ہیں شاید یہ بھی بتا دیتے کہ میری میٹنگ ہوئی ہے۔ ہاں یہ مَیں ضرور کہوں گا کہ اللہ کرے کہ جو بھی ملک کو بچانے کے لئے ان نفرتوں کی دیواروں کو گرانے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے۔ ہمیں تو ملک سے محبت ہے۔ ہم نے اس کے بنانے میں بھی کردار ادا کیا ہے اور اس کے قائم رکھنے کے لئے بھی ہر قربانی کریں گے اور کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ۔ ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ملک میں ایسے لیڈر پیدا کرے۔

جہاں تک احمدیوں پر ظلموں کا سوال ہے اور اس کے توڑ کے لئے ہماری کوششیں ہیں تو یہ کہ ہم نے اپنے معاملات جو ہیں خدا تعالیٰ کے سپرد کئے ہیں۔ اگر ہم راز و نیاز کرتے ہیں تو اپنے پیارے رب سے اور ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ احمدیت کے حق میں جو سکیم خدا تعالیٰ بنائے گا اور بنا رہا ہے اس کے سامنے تمام انسانی تدبیریں ہیچ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اور ضرور جماعت احمدیہ کے حق میں پاکستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں وہ الٰہی تقدیر بڑی شان سے ظاہر ہو گی۔ اور خود بخود روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ حقیقی مسلمان کون ہے اور اسلام کا درد رکھنے والا کون ہے۔

پس مَیں احمدیوں سے، خاص طور پر جو پاکستانی احمدی ہیں چاہے وہ ملک میں رہ رہے ہیں یا ملک سے باہر ہیں کہوں گا کہ ملک کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور ملک کی سالمیت کو جو داؤ پہ لگایا ہوا ہے اس سے ملک باہر نکلے۔ اسی طرح دوسرے مسلمان ممالک ہیں۔ عرب ممالک ہیں وہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی رمضان کے ان دنوں میں جو گزر رہے ہیں اور خاص طور پر دعاؤں کی قبولیت کے دن ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے دن ہیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر مبرم کے جلد نظارے ہمیں دکھائے۔

اب مَیں واپس اسی آیت کے مضمون کی طرف آتا ہوں جو مَیں نے تلاوت کی تھی۔ مسلمان کی تعریف میں ذرا وقت لگ گیا لیکن یہ بیان کرنا بھی ضروری تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔

(الحشر :22)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اس کی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور دوسرے اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے، گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دُور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُتَصَدِّعًا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضا مندی تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔‘‘

(الحکم جلد 5 نمبر 21 مورخہ 10/جون 1901ء صفحہ 9۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم نمبر 338۔ زیر سورۃ الحشر آیت 22)

پس یہ تکبر توڑنے کی ضرورت ہے اور اپنے دلوں کی سطح ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔ مَیں پھر دوبارہ ان نام نہاد علماء کو کہوں گا۔ بات پھر وہیں پلٹ جاتی ہے کہ جب تک مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں اپنے تکبر سے پُر' سر جو ہیں وہ نیچے نہیں کرو گے تو قرآن کی اور اسلام کی اسی قسم کی تعریفیں ہی کرتے رہو گے جو مضحکہ خیز ہیں۔ اب اللہ اور رسولؐ سے محبت کا دم بھرنا ہے تو امام وقت سے تعلق جوڑنا بھی ضروری ہے۔ پھر دیکھو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں تم کس طرح عزت کی نگاہ سے دیکھے جاؤ گے۔ تب اس پاک کلام کے اسرار و رموز تمہیں سمجھ آئیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اتارا۔ اس کا فہم تمہیں حاصل ہو گا۔ کیونکہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی خداتعالیٰ کے برگزیدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ۔ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

(الواقعہ: 78تا80)

کہ یقیناً ایک عزت والا قرآن ہے، ایک چھپی ہوئی کتاب ہے، محفوظ کتاب ہے کوئی اسے چھو نہیں سکتا، سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

ان آیات میں جہاں غیر مسلموں کے لئے قرآن کریم کی عزت و عظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ اس کی عظمت ہے۔ ایک ایسی کتاب ہے جو بیش بہا خزانہ ہے۔ جس کی تعلیم محفوظ ہے یعنی اس کے نزول کے وقت سے یہ محفوظ چلی آ رہی ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گی۔ لیکن فائدہ وہی اٹھائیں گے جو پاک دل ہو کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ صرف مسلمان ہو کر اس سے فیض نہیں پایا جا سکتا۔ جب تک پاک دل ہو کر اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کا مکمل فہم حاصل نہیں کرتے اور اس دُرِّ مکنون کو حاصل کرنے کے لئے ان مُطَهَّرِیْن کی تلاش نہیں کرتے جن کو خداتعالیٰ نے اس کے فہم سے نوازا ہے یا نوازتا ہے اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں اور خداتعالیٰ کے وعدے کے مطابق یہ مقام آنے والے مسیح و مہدی کو ہی ملنا تھا اور ملا ہے اور خداتعالیٰ سے براہ راست علم پا کر آپؑ نے اس عظیم کتاب کے اسرار و رموز ہم پر کھولے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''قرآن کے حقائق و دقائق انہی پر کھلتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔

(ماخوذ از برکات الدعا روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 18)

''پس ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے سمجھنے کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کو خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ اگر قرآن کے سیکھنے کے لئے معلم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی''۔ فرمایا کہ '' یہ کہنا کہ ابتدا میں تو حل مشکلات قرآن کے لئے ایک معلم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہو گئیں تو اب کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں۔ ماسوا اس کے اُمّت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں''۔

اب دیکھیں عملاً اُمّت میں اس کا اظہار بھی ہو گیا۔ کئی سو آیات ایک وقت میں قرآن کریم کی منسوخ سمجھی جاتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پاک بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، ان کو حل کرتے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام کو حل کر دیا۔ پس معلم کی ضرورت تو خود اسلام کی تاریخ سے بھی ثابت ہے۔ یہ جو اتنے فرقے بنے ہوئے ہیں یہ بھی اس لئے ہیں کہ جس جس کو اپنے ذوق کے مطابق سمجھ آئی اور اس نے اسی کو آخری فیصلہ سمجھ کے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور لاگو کر لیا اس پر قائم ہو گیا۔ بڑے بڑے مسائل تو ایک طرف رہے اب وضو کے بارہ میں ہی مسلمانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

'' قرآن جامع جمیع علوم تو ہے'' یعنی تمام علوم اس میں پائے جاتے ہیں '' لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں۔

(شهادة القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 348)

پھر آپؑ خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:

'' کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح و مہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے راستے پر ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی

کتاب ہے کہ سوائے پاک کے اور کسی کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو اور بینا بنایا ہو"۔

(خطبہ الهامیہ روحانی خزائن جلد نمبر 16 صفحہ 184-183 مطبوعہ ربوہ۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 309)

آج کل جو مسلمانوں کی حالت ہے وہ اس لئے ہے کہ خدا کے برگزیدہ کو (بھیجے ہوئے کو) جو خدا سے علم پا کر آیا، جس نے اس زمانہ میں قرآن کی جو تفسیر تھی وہ ہمارے سامنے پیش کی۔ اس کو ماننے سے انکاری ہیں۔ پس مسلمانوں کی بقا اور اُمّت کا عزت و وقار اسی سے وابستہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے کہنے پر عمل کریں اور اس کو مانیں۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا اور توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔ اور افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جتنی توجہ دنیا کی طرف ہے، دین کی طرف نہیں۔ دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں۔ وہاں صاف لکھا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 553 مطبوعہ ربوہ)

یہ بات جہاں عام مسلمانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے وہاں ہمیں جو احمدی مسلمان ہیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والی ہے۔ پس اس بابرکت مہینے میں ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہمارے دلوں کو اس طرح پاک کرے کہ قرآن کریم کی برکات سے ہم اس طرح فیض پانے والے ہوں جس طرح خدا تعالیٰ ایک حقیقی مومن سے چاہتا ہے اور جس کی وضاحت اس زمانے میں خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے حسن، اس کی تعلیم اور اس کے مقام کے بارہ میں قرآن کریم میں جو بیان فرمایا ہے، بہت جگہ پہ ہے بلکہ سارا قرآن کریم ہی بھرا ہوا ہے۔ اس کی چند مثالیں مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے ان کو پھر اس وجہ سے کیا مقام ملتا ہے۔

جو پاک دل ہو کر اس کو سمجھتا ہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اس کا بھی بڑا مقام ہے۔ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے کہ سہل بن معاذ جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہوگی جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی"۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ ابواب قراءۃ القرآن باب فی ثواب قراءۃ القرآن حدیث 1453)

پھر جب اس کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن پر عمل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ:

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)۔

یہ عزت تبھی ہے جب ہم عمل کر رہے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس چیز کا جو درجہ ہے وہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے کامل کتاب اور اس کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "چونکہ قرآن کریم خاتم الکتب اور اکمل الکتب ہے اور صحائف میں سے حسین اور جمیل ترین ہے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیم کی بنیاد کمال کے انتہائی درجہ پر رکھی ہے اور اس نے تمام حالتوں میں فطری شریعت کو قانونی شریعت کا ساتھی بنا دیا ہے تا وہ لوگوں کو گمراہی سے محفوظ کر دے اور اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ انسان کو اس بے جان چیز کی طرح بنا دے جو خود بخود دائیں بائیں حرکت نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی کو معاف کر سکتی یا اس سے انتقام لے سکتی ہے جب تک کہ خدائے ذوالجلال کی طرف سے اجازت نہ ہو"۔

(ترجمہ خطبہ الهامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 316)

پس قرآن کریم کی تعلیم پر حقیقی عمل یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کو بجا لانے کی کوشش کی جائے تبھی عمل کرنے والے کی یا پڑھنے والے کی ہر حرکت و سکون جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کہلائے گی اور یہ بھی نہیں کہ اس کی تعلیم میں کوئی مشکل ہے بلکہ یہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ پہ کیا ہے۔ مثلاً روزوں کے جو احکام ہیں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
(البقرة:186)

کہ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

یہ ایک اصولی اعلان ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے اور اس کے بارہ میں یہ بتایا گیا کہ اس میں آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔ تمہاری طاقتوں کے مطابق تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور پھر یہ تعلیم ان اعلیٰ معیاروں کا پتہ دینے والی ہے جو معیار تمہیں خدا تعالیٰ کے قریب ترین کر دیتے ہیں۔

پھر ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ
(القمر:18)

اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

یہاں نصیحت اس لئے نہیں کہ نصیحت برائے نصیحت ہے۔ کر دی اور مسئلہ ختم ہو گیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان نصائح کو پکڑو اور ان پر عمل کرو۔ اگر یہ خیال ہے کہ مشکل تعلیم ہے تو یہ خیال بھی غلط ہے۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور ہر انسان کی استعدادوں کا بھی اس کو علم ہے۔ وہ خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کی نصیحتیں اور اس قرآن کی تعلیم پر جو عمل ہے وہ انسانی استعدادوں اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ پس کیا اس کے بعد بھی تم اس سوچ میں پڑے رہو گے کہ اس تعلیم پر میں کس طرح عمل کروں؟ اس تعلیم پر عمل کرو تو جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے بے انتہا انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔

پھر اس قرآن میں پرانی قوموں کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں وہ بھی اس لئے ہیں کہ نصیحت پکڑو اور اپنے اعمال کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق رکھو تاکہ وہ آفات اور پکڑ اور عذاب جو پرانی قوموں پر آتے رہے اس سے بچے رہو۔

ایک آیت میں پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن کریم کی تعلیم جو ہے وہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ فرمایا کہ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:3-4) اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا۔ ان میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تفصیل سے مختلف جگہوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک بیان مَیں پڑھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ:

"قرآن مجید لانے والا وہ شان رکھتا ہے کہ:

يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ
(البينة:3-4)

ایسی کتاب جس میں ساری کتابیں اور ساری صداقتیں موجود ہیں۔ کتاب سے مراد اور عام مفہوم وہ عمدہ باتیں ہیں جو بالطبع انسان قابل تقلید سمجھتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 51-52۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) (وہ باتیں ہیں جن کو انسانی طبیعت سمجھتی ہے کہ اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان کی پیروی کی جا سکتی ہے اور کی جانی چاہئے)۔

فرمایا: "قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا" (اس میں کوئی فضول بات نہیں)۔ "ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔ اگر کوئی اس امر کا انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے اس کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھلانے کو تیار ہیں"۔ (یہ چیلنج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس وقت دیا۔)

فرمایا کہ: "آجکل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں"۔ (اور اس زمانے میں پھر آجکل اللہ تعالیٰ کے وجود کے خلاف بہت زیادہ کتابیں لکھی جا رہی ہیں تو آج کل پھر قرآن کریم کو پڑھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔) فرمایا کہ آجکل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں نے بھی بہت کچھ زور مارا اور لکھا ہے۔ لیکن جو کچھ کہا اور لکھا وہ اسلام کے خدا کی بابت ہی لکھا ہے۔ نہ کہ ایک مُردہ، مصلوب اور عاجز خدا کی بابت۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود پر قلم اٹھائے گا۔ اس کو آخر کار اسی خدا کی طرف آنا پڑے گا۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ صحیفۂ فطرت کے ایک ایک پتے میں اس کا پتہ ملتا ہے اور بالطبع انسان اسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض ایسے آدمیوں کا قدم جب اٹھے گا وہ اسلام ہی کے میدان کی طرف اٹھے گا"۔ فرمایا: "یہ بھی تو ایک عظیم الشان اعجاز ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم کے اس معجزہ کا انکار کرے تو ایک ہی پہلو سے ہم آزما لیتے ہیں یعنی اگر کوئی شخص قرآن کریم کو خدا کا کلام نہیں مانتا تو اس روشنی اور سائنس کے زمانہ میں ایسا مدعی خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلائل لکھے۔ بالمقابل ہم وہ تمام دلائل قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھلا دیں

گے اور اگر وہ شخص توحید الٰہی کی نسبت دلائل قلمبند کرے تو وہ سب دلائل بھی ہم قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھا دیں گے۔ پھر وہ ایسے دلائل کا دعویٰ کرکے لکھے جو قرآن کریم میں نہیں پائے جاتے۔ یا ان صداقتوں اور پاک تعلیموں پر دلائل لکھے جن کی نسبت اس کا خیال ہو کہ وہ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔ تو ہم ایسے شخص کو واضح طور پر دکھلا دیں گے کہ قرآن شریف کا دعویٰ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینة:4) کیسا سچا اور صاف ہے اور یا اصل وفطرتی مذہب کی بابت دلائل لکھنا چاہے تو ہم ہر پہلو سے قرآن کریم کا اعجاز ثابت کرکے دکھلا دیں گے اور بتلا دیں گے کہ تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ الغرض قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار موجود ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لئے مَیں پھر کہتا ہوں کہ اسی قوتِ قدسیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعه: 80)۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 52-51 مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ جامع کتاب ہے اور ہدایت کا ذخیرہ ہے جس کو پڑھنے والا اور عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہدایت کے راستوں پر گامزن رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ چیلنج دیا تھا یہ آج تک قائم ہے۔ بلکہ آپ کے مریدوں نے بھی اس پر عمل کرکے دنیا کو ثابت کیا کہ قرآن کریم کی صداقت ہر زمانے کے لئے ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے جو نظریہ پیش کیا تھا وہ بھی خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور قرآن کریم کی صداقت کو ہی ثابت کرتا ہے۔ پس آج بھی جو احمدی سائنٹسٹ، ریسرچ کرنے والے ہیں اس صداقت کو سامنے رکھتے ہوئے غور کریں تو خدا تعالیٰ انشاء اللہ خود ان کی راہنمائی فرمائے گا۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ ہدایت پانے کے بارے میں فرماتا ہے۔ اس میں قرآنی تعلیم کے مطابق روحانی ہدایت بھی ہے اور آئندہ آنے والے علوم کی طرف راہنمائی کی ہدایت بھی ہے۔ فرمایا:

وَاَنْ اَتْلُوَالْقُرْاٰنَ ج فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ج

(النمل:93)

اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کرو۔ پس جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنی ہی خاطر ہدایت پاتا ہے۔

پھر تلاوت کرنے سے قرآن کریم میں ہدایات نظر آئیں گی۔ لیکن ہر قسم کی ہدایت وہی پا سکتے ہیں جن کے متعلق یہ فیصلہ آ چکا ہے کہ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کہ جب تک پاک صاف نہیں ہوں گے۔ اس کے بغیر سمجھ نہیں آئے گی۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی پاک ہونا شرط ہے۔

پھر قرآن کریم کا ایک دعویٰ یہ ہے کہ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ بنیادی اخلاق ہیں اور اس اخلاقی تعلیم سے لے کر اعلیٰ ترین علوم تک اس کتاب مکنون میں ہر بات چھپی ہوئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں فرماتا ہے کہ:

وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْنٍ وَّمَاتَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ۔ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَمِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

(یونس:62)

اور تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم اے مومنو! کوئی اچھا عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس میں مستغرق ہوتے ہو اور تیرے ربّ سے ایک ذرہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ ہی اس سے چھوٹی اور نہ کوئی بڑی چیز ہے مگر کھلی کھلی کتاب میں تحریر ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی شان کا اظہار ہے۔ ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی نظر کا اظہار ہے۔ غائب اور حاضر اور دور اور نزدیک اور چھوٹی اور بڑی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ پس یہ اعلان ہے مومن کے لئے اور غیر مومن کے لئے بھی، مسلمان کے لئے بھی اور کافر کے لئے بھی کہ یہ عظیم کتاب کامل علم رکھنے والے خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے اور اس میں تمام قسم کے علوم، واقعات، انذاری خبریں اور اس کے ماننے والوں کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بھی بتایا دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص کتاب ہے اسی لئے اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ بھی رکھا ہوا ہے اور اس کے نازل ہونے کے بعد نہ اس کا انکار کرنے والے کے لئے راہ فرار ہے اور نہ ہی اس کو ماننے کا دعویٰ کرکے عمل نہ کرنے والوں کے لئے کوئی عذر رہ جاتا ہے۔ پس ماننے والوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب صداقت کا اقرار کیا ہے تو اپنے قبلے بھی درست رکھنے ہوں گے۔ اپنی نیتوں کو بھی صحیح نہج پر رکھنا ہوگا۔ اپنے نفس کا جائزہ بھی لیتے رہنا ہوگا۔ صرف یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور یہ کافی ہے۔ یہ

کافی نہیں ہے۔صرف یہ کہنا کہ ہم اس کے ذریعہ سے دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہیں تو یہ کافی نہیں ہے۔بلکہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے اندر کیا تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے دوسرے ہم سے کیا اثر لے رہے ہیں۔اُن میں کیا تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔اُن کا اسلام کی طرف کیسا رجحان ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ جب اس نے ہر بات کھول کر قرآن کریم میں بیان کر دی۔ جب اس نے اپنے وعدے کے مطابق زمانے کا معلم بھیج دیا تو پھر اس بات پر ماننے والوں کو جوابدہ ہونا ہوگا کہ اگر تم نے اپنے اوپر اس تعلیم کو لاگو کرنے کی کوشش نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اور منکرین کو بھی جواب دینا ہوگا۔ان کی بھی جواب طلبی ہوگی کہ جب اتنی واضح تعلیم اور نشانات آ گئے تو تم نے امام کو کیوں قبول نہیں کیا۔اور جہاں تک منکرین کا تعلق ہے ان کا معاملہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔(وہی جانتا ہے کہ ان سے) وہ کیا سلوک کرتا ہے۔لیکن ہمیں اپنا معاملہ صاف رکھتے ہوئے اس کتاب کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے،تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی''۔

(ملفوظات جلد اوّل ۔ صفحہ 386۔ جدید ایڈیشن)

یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حدیث کو ترک کرو اور قرآن کو پڑھو۔لیکن دوسری جگہ فرمایا ہے کہ احادیث اگر قرآن کریم کے تابع ہیں تو ان کو لو اور دوسریوں کو رد کرو صرف احادیث کے اوپر نہ چلو۔

(ماخوذ از 'ازالہ اوہام'۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 454)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

'' قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409 مطبوعہ ربوہ)

پس آج بھی ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور احمدیت کے غلبہ کے نظارے ہمارے نزدیک تر کرے۔

اس وقت ایک افسوسناک اطلاع بھی ہے۔ ہمارے مبلغ سلسلہ کینیڈا مکرم محمد طارق اسلام صاحب کی دو دن پہلے وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ان کی عمر 54 سال تھی۔ان کو جگر یا Spleen کا کینسر ہوا اس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی ہے۔مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔آپ نے 1978ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا اس کے بعد پاکستان میں مختلف جگہوں پر رہے۔پھر آپ نے مرکز ربوہ میں وکالت علیاء میں بھی کام کیا۔ان کو اٹلی بھجوایا گیا تھا لیکن ویزا نہ ملنے کی وجہ سے کچھ ماہ بعد واپس آ گئے۔ پھر وکالت تبشیر میں کام کیا۔ 1993ء سے کینیڈا میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ وینکوور

میں اور آٹوا میں مربی کے طور پر کام کرتے رہے۔ بڑے ملنسار اور پیار کرنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اپنے عزیزوں کا، رشتہ داروں کا، غریبوں کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ جماعتی روایات کا بھی بڑا گہرا علم تھا اور اطاعت کا بڑا سخت جذبہ ان میں پایا جاتا تھا۔ خلافت سے بڑی محبت کرنے والے تھے۔ ایک تو ہر احمدی کو ہوتی ہے۔ ہر مربی کو ہونی چاہئے اور ہوتی ہے لیکن بعضوں کی محبت غیر معمولی ہوتی ہے۔ یہ بھی ان میں شامل تھے۔ کبھی کوئی شکایت نہیں پیدا ہوئی تھی۔ بڑی باریک بینی سے، محنت سے ہر کام کرنے والے تھے۔ میرے کینیڈا کے جو دورے ہوتے رہے ہیں تو اس وقت یہ ملاقاتوں کے لئے یا دوسرے کاموں کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے اور ہمیشہ بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑی محنت سے کام کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کی اہلیہ اور پانچ بچیاں ہیں۔ دو کی شادی ہوگئی ہے۔ چھوٹی بچی ان کی شاید بارہ سال کی ہے۔ ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ دے اور ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ مجید سیالکوٹی صاحب جو ہمارے یہاں مبلغ ہیں طارق اسلام صاحب کے بہنوئی ہیں اور ان کے ایک بھائی حافظ طیب احمد غانا میں ہیں وہ جنازہ پہ نہیں جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سب عزیزوں کو رشتہ داروں کو صبر اور حوصلہ دے۔ ابھی جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

منظوم کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

وہ بھی ہیں کچھ جو کہ تیرے عشق سے مخمور ہیں ★ دنیوی آلائشوں سے پاک ہیں اور دُور ہیں
دنیا والوں نے انہیں بے گھر کیا بے دَر کیا ★ پھر بھی ان کے قلب حبِ خلق سے معمور ہیں
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

ڈھانپتے رہتے ہیں ہر دم دوسروں کے عیب کو ★ ہیں چھپاتے رہتے وہ دنیا جہاں کے عیب کو
ان کا شیوہ نیک ظنّی نیک خواہی ہے سَدا ★ آنے دیتے ہی نہیں دل میں کبھی بھی رَیب کو
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

بادۂ عرفاں سے تیری ان کے سر مخمور ہیں ★ جذبۂ الفت سے تیرے ان کے دل معمور ہیں
انکے سینوں میں اُٹھا کرتے ہیں طوفاں رات دن ★ وہ زمانہ بھر میں دیوانے تیرے مشہور ہیں
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

فکرِ خود سے فکرِ دُنیا کیلئے آزاد ہیں ★ شاد کرتے ہیں زمانہ بھر کو خود ناشاد ہیں
دُنیا والوں کی نظر میں پھر بھی ٹھہرے ہیں حقیر ★ ہیں گنہ لازم مگر سب نیکیاں برباد ہیں
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

ساری دُنیا سے ہے بڑھ کر حوصلہ اُن کا بلند ★ پھینکتے ہیں عرش کے کنگوروں پر اپنی کمند
کیوں نہ ہو وہ صاحبِ معراجؐ کے شاگرد ہیں ★ آسماں پر اُڑ رہا ہے اس لئے ان کا سمند
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

جن کو سمجھی تھی بُرا دُنیا وُہی تیرے ہوئے ★ شیر کی مانند اُٹھے ہیں وہ اب بپھرے ہوئے
نام تیرا کر رہے ہیں ساری دُنیا میں بلند ★ جاں ہتھیلی پر دھرے سر پر کفن باندھے ہوئے
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

(کلامِ محمود)

مجلسِ عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سائل: آپ حال ہی میں یورپ کا دورہ کر کے آئے ہیں وہاں اسلام کے بارے میں کس قسم کے سوالات کئے جاتے ہیں؟

حضور: اگر اسلام کو نہ بھی پسند کریں تو سوال جو بھی کریں گے اس کا جواب ہو گا وہ ان کو دینا پڑتا ہے اس کے دور ستے انہوں نے رکھے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض سوالات کے جواب شائع ہی نہیں کرتے تھے ڈیڑھ ڈیڑھ دو گھنٹے Discussion ہوئی ہے لیکن وہ سوالات کا کوئی جواب نہیں دیتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر دیا تو اخبار کی پالیسی کے خلاف ہو گا یا لوگوں پر اچھا اثر پڑے گا ہم نہیں چاہتے اچھا اثر پڑے اور بعض نمائندے اس قسم کے...... وہ کوشش یہ کرتے ہیں کہ سوالات میں۔۔۔ کریں۔ اور اس کے نتیجے میں پھر جواب بنے وہ دلچسپ ہے اور ہمارے مقصد کا بنے مثلاً خمینی صاحب وہ ہر کانفرنس میں آتے رہے ہیں کوئی ایسی پریس کانفرنس نہیں ہوئی کوئی intelligence شاید میٹنگ نہیں ہوئی جس میں انہوں نے خمینی صاحب کو نمایاں کر کے پیش نہ کیا ہو۔ اور ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر خمینی صاحب کو یہ condemn کریں تو جماعت احمدیہ ان کے ساتھ آپس میں فاصلے پر چلی جائے گی۔ آپس میں blood flow کرنے لگ جائے گا اور ہم اس کو اچھالیں اور اگر ان کی تائید میں بات کریں تو جماعت احمدیہ کا اپنا وقار یورپ میں ختم ہو جائے گا۔ کہ مذہب کے نام پر ظلم ہو رہا ہے اور یہ ایسے متعصب لوگ ہیں کہ آنکھیں بند کر کے اس کی تائید کرتے ہیں۔ تو یہ اس قسم کے difficult سوالات جتنے تھے پھر یہ کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا status وہ با قاعدہ تیاری کر کے آتے تھے۔ Non-Muslim کا status ہے یہ وہ ہے اور اس کے کیا اثرات ظاہر ہو رہے ہیں اور آپ happy ہیں اس position سے کہ نہیں۔ تو obvious بات ہے کہ اس کا جواب کسی طرح بھی وہ دینے کی کوشش کی جائے ایک طرح وہ یہ اچھال سکتے ہیں کہ یہ باہر نکل کر پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے ہیں اور اگر خاموش رہو تو تم نے گویا اپنی پوزیشن accept کر لی تو کوئی بھی ایسا سوال نہیں تھا جس کے اندر کوئی نہ کوئی catch نہ ہو اور بڑے intelligent اور well prepared تھے۔ پھر وہ مذہب کے متعلق سوال کرتے تھے تو خاص طور پر ان حصوں کے متعلق جن کے متعلق وہ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کے weak point ہیں مثلاً عورت کا status اسلام میں' عورت کی مساوات کے متعلق اسلام کا کیا تصور ہے؟ اشتراکیت اور capitalism کے بیچ میں اسلام کس کی side لیتا ہے۔ یا کیا اپنا اقتصادی نظام رکھتا ہے۔ اسلام کا نظام جزا سزا یہ بھی ایسا ہے حصہ جس کے اوپر بہت کچھ یورپ میں پراپیگنڈا ہو چکا ہے۔ ہاتھ کاٹنے اور سنگساری اور اس قسم کے سارے تو ان کے سوالات سارے offensive تھے ان میں کوئی بھی ایسا سوال نہیں تھا جو کوئی نہ کوئی sting نہ رکھتا ہو لیکن throughout they remained honest ایک بھی موقع مجھے ایسا نہیں ملا کہ میں یہ شکایت کر سکوں کہ پریس نے بددیانتی سے کام لیا ہے ان کا کام ہے وہ کھلی جنگ ہے battle of risk چلتی تھی آپس میں مقابلہ ہوتا تھا but fair enough جو انکو جن گروپ کے وہ ہیں انکا کام تھا اس کی side لینا تو یہ کوئی شکوے کی بات نہیں بلکہ زیادہ دلچسپ تھا ان کے ساتھ مقابلہ کرنا intelligent لوگ well prepared بعض لوگوں نے مثلاً جب Time کے literary supplement کا نمائندہ آیا تو

He was a very well prepared man on all the issues.

He was so well prepared that he knew the eternal difference of the various sects and their respective ideologies. مثلاً اسلامی جماعت کا یہ view ہے فلاں کا یہ view فلاں کا یہ view ہے۔ Where do you stand between them or among them. اس قسم کے سوالات کو تیار کر کے آیا تھا اور ایک اس نے کتاب بھی لکھی ہوئی ہے۔

بڑی damaging اسلام کے اوپر اور زیادہ تر وہ جو مستشرقین کی باتیں ہیں ان سے متاثر ہو کہ کچھ ہمارے علماء کی اپنی طرف سے بد قسمتی ہے وہ اپنے ماحول میں اتنا محفوظ سمجھتے ہیں اپنے آپ کو کہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ بات جب باہر نکلے گی تو وہاں اسلام کے اوپر جو زخم لگیں گے اس کا کون جوابدہ ہوگا۔ یہاں بیٹھا ہوا ایک عالم تو اپنے کوزی ماحول میں مسجد میں اپنے ملک میں اپنے آپ کو اتنا محفوظ سمجھتا ہے کہ جو مرضی کہہ جائے اس کو کوئی پرواہ نہیں۔ اس کی جرأت نہیں کسی کو کہ آگے سے اس کا منہ توڑے defenseless لیکن جب بات defenseless ہو تو باہر نکلتی ہے تو وہاں تو پھر crisis پیدا کر دیتی ہے۔ ساری دنیا میں اسلام کی image بن رہی ہے۔ اس پر ان کو موقع ملتا تھا وہ کہتے تھے دیکھو تمہارے فلاں کا بیان تو یہ ہے فلاں کا بیان تو یہ ہے اسلام militant ہے تو کن معنوں میں ہے اس کی حیثیت ہے کہ سارے اور اس قسم کے بہت سارے سوال اور بعض تو سوال جواب کی میٹنگ چار چار گھنٹے تک جاری رہی ہیں اس لئے اتنے چھوٹے وقت میں تو ناممکن ہے ساری رپورٹ پیش کرنا۔

سائل : اسلام کا جو تصور اس وقت مختلف ممالک میں پیش کیا جا رہا ہے اس کے متعلق انکا کیا طرز عمل ہے یا ان کا کیا خیال ہے؟

حضور : ان کو تو اپنے کسی الگ طرز عمل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ان کیلئے صرف یہ کافی ہے کہ یورپ کو یہ آگاہ رکھیں کہ خمینی کا یہ اسلام ہے اور پاکستان کا یہ اسلام ہے۔ اور Egypt کا یہ اسلام ہے اور سعودی عربیہ کا یہ اسلام ہے۔ Without comments it goes اور جو وہ create کرنا چاہتے ہیں mystery وہ ہو جاتی ہے۔ وہاں ایک ہی مذہب کے نام پر اتنے مختلف view اور اتنے waring fictions یہ جب کسی مذہب کو پتہ لگے یعنی کسی ملک کے لوگوں کو پتہ لگے تو وہ impression create ہوتا ہے enough itself کسی argumentation کی ضرورت نہیں کسی قیاس آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں تو یہی کرتے ہیں اور یہی مقصد ہے جب مجھ سے سوال کریں میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے ان کا مطلب تھا کہ ایک اور گرفت پیدا کر کے دیکھا کہ بعض کہہ لیں جی ایک اور اسلام اب آیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے۔

سائل : ویسے جناب یہ علامہ حریری صاحب اور جماعت میں کوئی مفاہمت ہے کوئی good blood ہے آپ نے bad blood فرمایا تو clear کریں اس کو۔

حضور : Good Blood تو ہمارا سب کے ساتھ ہے آپ کے ساتھ بھی اسی طرح ہے جسطرح باقی کے ساتھ ہے۔

سائل : particular question کیا ہے نا جی۔

حضور : میں یہی بتا رہا ہوں کہ bad blood create کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ مسلمان فرقے کے درمیان۔ اس پر یہ relevant نہیں ہے۔ ویسے آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو شوق سے پوچھیں۔

سائل : نہیں میں نے آپ کی وہ جو بات.....

حضور : میں پھر وہ غلط سمجھا سکا آپ کو point یہ تھا کہ ان کا attitude یہ تھا کہ جہاں bad blood create کیا جا سکے تو create کریں اور اگر کوئی good blood ہے تو they are not interested in that۔ اس کو air دینے میں ان کو کوئی دلچسپی نہیں۔

سائل : ویسے جناب یہ یورپ میں جو atomic war کا جو خطرہ ہے اور عیسائیت میں بھی جزوی موت کے بعد حیات کا تصور تو ہے تو اس سے کیا وہ لوگ کچھ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کرتے کیونکہ جتنا واضح طور پر اسلام دیتا ہے موت کے بعد حیات کا اتنا عیسائیت۔۔۔۔ (نہیں دیتی)۔

حضور : اسلام کے حق میں اسطرح واضح بولنے والے اور موقع سے فائدہ اٹھانے والے میدان میں نہیں ہیں اسوقت مثلاً آپ کو سارے امریکہ میں سارے یورپ میں یوگی تو پھیلے ہوئے ملیں گے اور اس قسم کے بعض ان کے sects جو تناسخ کے قائل ہیں reincarnation کے قائل ہیں وہ وہاں پراپیگنڈا کرتے ملتے ہیں ان کی کتابیں ملتی ہیں ان کے آدمی سارے ملتے ہیں اور وہ خوب موقع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن اسلام تو الجھا ہوا ہے اندرونی خلفشار میں اور ایک دوسرے کے ساتھ وہ بنے ہوئے ہیں ایسے warring point بن گئے ہیں کہ جس کو scientific اصطلاح میں polarization پولرائزیشن جس قوم میں strong eternal polarization ہو جائیں انکو ہوش ہی نہیں رہتی جو اس polarization سے آزاد ہیں انکو اسلام سے دلچسپی کوئی نہیں۔ ایک بڑی public ایسی ہے ہماری جو وہاں رہتی ہے they are disinterested انکو نہ علم ہے نہ دلچسپی ہے۔ ان کی بلا سے جو گزرتی ہے وہ جو بھی زندگی کے بہترین مزے حاصل کر سکتے ہیں وہ لگے ہوئے ہیں اس میں حاصل کرنے میں اب مثلاً جب میں اب اس دورے سے پہلے امریکہ گیا تھا اپنے طور پر 1978ء میں وہاں بعض universities کا میں نے دورہ کیا۔ خاص طور پر آجکل parapsychology میں بڑی دلچسپی لی جا رہی ہے۔ اور یہی issue آپ نے بیان کیا ہے life after death اس کے اوپر کتابیں بھی آ رہی ہیں۔ تو جن جن جگہ بھی مجھے پتہ لگا کہ Institute of Parapsychology ہے کہ دلچسپی لے رہے ہیں تو وہاں میں پہنچا تا کہ اسلام کے point of view سے بھی بات اچھالوں تو وہاں مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ without exception, each university had a seat with a Hindu.

There were not a single Muslim professor anywhere . Even among the students I didn't see a single Muslim student taking interest in this subject while there were so many Hindus and Budhist and so and so.

تو جو ہمارے طلباء بھی جاتے ہیں انکو بھی اس میں دلچسپی نہیں ہے۔ اور یہ کہ گورنمنٹ بھیجے اپنے طور پر contract کر کے یہ بھی نہیں ہے چنانچہ میں نے لوسکر مثلاً Loious Ariliana کی Derm یونیورسٹی ہے۔ وہ اس وقت سب سے زیادہ مستند seat ہے پیراسائیکالوجی کی ریسرچ کے اوپر ڈاکٹر Ternal وغیرہ۔ یہ سارے وہاں کے مشہور parapsychologist ہیں۔ اور ان کی scientific research بھی ہے اور ان کا رسالہ بھی نکلتا ہے۔ ان سے میں نے رابطہ پیدا کر کے کہا کہ میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں Islamic point of view سے۔ انہوں نے مجھے reception دی اور باقاعدہ ٹائم Fix کیا۔ ایک پروفیسر تھا انکا جو اس وقت He was an acting head of department at that time. اس نے کہا آپ آئیں پہلے تو مجھ سے گفتگو بھی کریں کہ آپ کیا کہیں گے تھوڑی دیر کے بعد مجھے احساس ہوا کہ یہ تو بڑا سخت ہے biased ہے اور ہندو لگتا ہے حالانکہ زبان کی

pronunciation میں اس کی جو complexion تھی وہ بھی اتنی نمایاں تھی جسے آدمی انڈین کہہ سکے میں نے اس سے pointedly سوال کیا کہ مجھے آپ انڈین لگتے ہیں مجھے غلطی تو نہیں لگی۔ اس نے کہا no I am Indian you are quite right اور جب اس کو یہ پتہ لگا کہ اسلامک point of view ' بہت Impressive ہے تو اس نے وہاں کھڑے پاؤں میری reception میں تقریر cancel کر دی۔ اور کی اس طرح کہ وہاں دعوت دی بیٹھے ایک ہم ٹیبل پہ اور ان لوگوں کو موقع دینا شروع کیا بعض celebrities آئے ہوئے تھے مختلف ممالک سے اور بھی جن کا اس مضمون سے تعلق تھا اور آخر پہ یہ کہا کہ . I am so sorry Mr. Ahmad you know the time is over so we have to do away with your part

تو میں نے پھر کہا ٹھیک ہے alright آپ پھر سوال جواب شروع کروائیں۔ سوال جواب میں مجھے موقع مل گیا۔ اس وقت تو میرا right کوئی نہیں روک سکتا تھا میں نے پھر خاص طور پر ہندو incarnation کو attack کیا اور اتنا حیرت انگیز اثر تھا کہ وہاں ان کے پرانے سٹوڈنٹ بھی میری سائیڈ لینے لگ پڑے۔ پروفیسر نے مجھے ایک جگہ چیک دیا کہ جناب question کریں آپ تو جسطرح کہ ہم بھی بعض لوگ کرتے ہیں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں میں نے بھی فائدہ اٹھایا اور question تھے جس میں موضوع کچھ ذرا باہر نکل جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بحث میں آپ اپنے آپ کو محدود کریں تو وہ سٹوڈنٹ نے سائیڈ لی وہ بڑے فرینک ہوتے ہیں اپنے اساتذہ سے اور زیادہ insulting بھی ہو جاتے ہیں بعض دفعہ تو انہوں نے کہا no no let him ہمیں دلچسپی ہے اس مضمون میں ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے۔ پھر وہاں ایک آزاد parapsychology کا انسٹیٹیوٹ ہے وہاں میرا لیکچر ہوا کیونکہ وہاں American تھا Head of the department تو جب میں نے ان کو بتایا کہ جوری انکارنیشن کا آپ تصور پیش کرتے ہیں ہندو وہ تو نہایت خطرناک اور خوفناک ہے آپ تو صرف دوبارہ زندہ رہنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ آپکو کوئی دلچسپی نہیں ہے سوال یہ ہے کہ کس طرح زندہ رہیں گے؟ ورمز کی صورت میں' کتوں کی صورت میں' سؤروں کی صورت میں یا گوبر کے کیڑوں کی شکل میں' یہ ساری باتیں اس کے بعد آنے والی ہیں۔ تو یہ جو پہلو ہے آپکا انکا یہ آپ سے چھپا لیتے ہیں کلیتاً حالانکہ جو ہندو logic ہے وہ آپکو یہ بتاتی ہے کہ.... more probably than not you will end up in worms rather in any thing nearer to human being. کیونکہ جتنی کسی سوسائٹی میں گندگی ہو جتنا گناہ عام ہو اس کے نتیجے میں ہندو mythology کے نتیجے میں کرموں کی سزا ملتی ہے اور انسان lower stage of animal kingdom میں اترتا جاتا ہے۔ تو آپ کے ہاں جو آپ کی دلچسپی ہے ہندوازم میں وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ہم کتا بنیں گے کہ بلا بنیں گے کہ اس سے بھی نیچے اتریں گے یہ معلوم کرنا چاہیے آپکو۔ میں نے کہا Islamic point of view اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک evolution کے فلسفے پر اس کی بنا ہے اور پوری ہسٹری پیش کرتا ہے انسانی ڈیویلپمنٹ کی کہ ادنیٰ سے اٹھا کر تمہیں کہاں پہنچایا گیا matter سے spirit کی طرف کا انتقال ہے اور خدا تعالیٰ اس کو revert نہیں کرے گا۔ جتنا بھی ہم evolution میں study کرتے ہیں انسان inanimate سے animate کی طرف greater conciousness کی طرف travel کر رہا ہے۔ اور with the result کہ مرنے کے بعد conciousness میں زیادتی ہونی چاہیے۔ اور انسان کی stage میں improvement آنی چاہیے نہ کہ گراوٹ آنی چاہیے۔ تو وہ soul کی independent life کی existence جو ہے یہ اسلام preach کرتا ہے۔ تو جب میں نے یہ کہا تو میرا نہیں خیال کہ ایک بھی student ایسا ہو جس نے سائیڈ نہ لی ہو کھلم کھلا انہوں نے اپنے پروفیسر سے کہا یہ تو بالکل اور چیز ہے جو ہمیں ہندو mythology بتائی جا رہی ہے اس سے بالکل مختلف ہے یہ۔ میں نے کہا میرا فرض ہے میں آپ کو ثابت کرتا ہوں کتابیں منگوانا چاہیں میں آپ کو بتاتا original یہی ہے ان کی اور اسلام کا یہ ہے۔

چنانچہ میں چھوٹے چھوٹے ٹائپ کروا کے لے گیا تھا مضامین جس میں fundamental سے حوالے دیئے ہوئے تھے۔قرآن کریم' احادیث' حضرت مسیح موعودؑ نے جو life after death پہ لکھا ہے تحریرات میں وہ بڑے شوق سے لیا انہوں نے بلکہ ایک student تھی وہاں کی وہ اوہائیو سٹیٹ سے آئی ہوئی تھی۔ جب میں پروفیسر سے باتیں کر رہا تھا تو وہ کھڑی رہی، تو پروفیسر نے کہا تم کیوں کھڑی ہو' جاؤ سب سٹوڈنٹ چلے گئے ہیں۔اس نے کہا میں ایڈریس لینا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں اتنا impress ہوئی ہوں اس نئی تعلیم سے کہ میں چاہتی ہوں کہ میرا contact رہے لٹریچر کا میں نے پھر اس کو مشن کا ایڈریس دیا۔ میں نے کہا آپ contact کریں زمین تو کھلی ہے اس میں کوئی شک نہیں خاص طور پر آپ نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے یہ ،زمین کھلی پڑی ہے۔اس میں ورکر نہیں ہیں field میں۔

سائل: سر اس میں دوبارہ کچھ point جو کہنا ہے کہ مختلف مذاہب کی تصاویر جیسے پیش کی جا رہی ہیں یورپ میں کہ آپ کا فلاں ملک میں یہ اسلام ہے فلاں میں یہ ہے تو ایک مفکر کے لیے اس سلوگن کے کم ہونے میں کونسی دقتیں سامنے آتی ہیں؟ یا مختلف ممالک کا،اور کیا اس کے ساتھ یہ بھی ایک صورت حال ہے کہ مسلم world میں ہمیں جمہوریت نامی چیز نظر نہیں آتی ۔ یہ بھی ان کا اٹیک جو ہے اس کے اوپر کام کیسے کیا آپ نے یورپ کے دورے پر؟

حضور: big question آپ کا جو question ہے وہ بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے point raise کر گیا ہے جن میں independent الگ الگ جواب ہونے چاہئیں۔۔۔مختلف issues کے اوپر مثلاً خمینی صاحب جو انہوں نے کہا اور جو میں نے کہا میں تو وہ بتا سکتا ہوں۔ باقی مفکر پتہ نہیں کیا کرتے ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کچھ کرتے بھی ہیں کہ نہیں یا انکو ایسے مواقع پیش آئے ہیں یا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے، مجھے علم نہیں جب انہوں نے خمینی صاحب کے متعلق سوال کیا کہ آپ کا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ بات یہ ہے کہ مذہب کے character کو کنفیوز کرنا یہ عقل کی بات نہیں اگر آپ کنفیوز کر دیں ان دو ایشوز کو تو اس سے نہایت خطرناک نتائج نکلیں گے مثلاً ایک مسلمان کہلانے والا بڑا ظالم بھی ہوسکتا ہے سفاک بھی ہوسکتا ہے اور ایک مسلمان کہلانے والا انتہائی عادل اور نہایت شریف بھی ہوسکتا ہے and vice versa عیسائیت میں بھی یہ پوزیشن ہوسکتی ہے۔تو ایک human character کی مثال لے کر مذہب کو پوائنٹ کرنا یہ آپکی جو scientific society ہے وہ برداشت کس طرح کرتی ہے مجھے تو اس پہ تعجب ہے۔ میں نے کہا اگر آپ اس کو extend کریں اس بات کو تو میں مثال دیتا ہوں کہ یورپ میں جتنے مظالم ایک queen کے زمانے میں ہوئے ہیں، ساری اسلامی ہسٹری کے رسول کریم ﷺ کے بعد کے زمانے کے آج تک کے آپ مظالم اکٹھے کریں تو اس کے برابر نہیں بنتے اور میں نے مثالیں دیں یہاں پر وقت نہیں تفصیلی۔ سپین میں جو انہوں نے کیا Queen Marious Scot جو فلاں میں کیا فلاں میں کیا۔ میں نے کہا صرف ایک رجیم (Regime) کے مظالم جو عیسائیت کے نام پر ہوئے ہیں وہ آپ اکٹھے کر لیجئے تو مقابلہ کریں تو عیسائیت کا دامن جو ہے وہ تو اتنا تار تار ہے کہ آپ مجھے وہی مثال یاد کرا دیتے ہیں کہ چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے، میں نے مثال کا ترجمہ کیا ہے، کہ آپ اپنے گریبان میں دیکھیں تو زخمی سینہ ہے آپ کا اور ہمارے ایک چھوٹے سے زخم کے اوپر آپ آنکھیں نکال رہے ہیں آپ کا کوئی رائٹ نہیں بنتا۔اس طرز پر جب میں نے جواب دیئے تو وہ سارا ایشو بالکل explode کر گیا اور اتنا سٹرانگ تھا یہ اٹیک میرا اسلام کی طرف سے کہ کسی اخبار میں یورپ میں اس کا ذکر تک نہیں آیا not a single کیونکہ یہ political issue بھی چونکہ ساتھ ہے۔

یہ afford نہیں کر سکتے کہ اس قسم کا جواب یورپ کو دیا جائے۔ اگر ایک ادنیٰ سی بھی کمزوری ہوتی تو وہ اچھالتے لیکن میں ایک آدھ قدم آگے بڑھتا تھا میں نے ان کو کہا کہ اسلام تو بڑا احسان کرنے والا اور عدل کرنے والا مذہب ہے۔ چنانچہ آپ کی تاریخ اتنی داغدار ہے کہ چیچک کے داغوں سے زیادہ آپ نے وہ داغ ڈالے ہوئے ہیں عیسائیت کے منہ پر جس کی طرف آپ منسوب ہو رہے ہیں لیکن مسلم سکالرز نے آپ پر حملہ نہیں کیا۔ Queen Mary کو ظالم کہا spanish inquisition کرنے والوں کو ظالم کہا وہ جرمنی میں جو ظلم کرنے والے تھے جنہوں نے تلوار سے عیسائی بنائے ان کو ظالم کہا لیکن عیسائیت کو غلط پوائنٹ نہیں کیا۔ اور آپ کو صرف ایک خمینی نظر آیا اور آپ نے سارے اسلام کو کالا کرنا شروع کر دیا یہ کوئی انصاف ہے؟ یہ ہے آپ کا behavior تو جب conviction کے ساتھ facts پر مبنی بات کی جاتی ہے تو ان کے پاس جواب نہیں ہوتا اور ان میں یہ خوبی ہے کہ وہ پھر تسلیم کر لیتے ہیں پھر بحثیں نہیں کرتے آگے سے، اور خاموش ہو کہ جیسے میں نے شروع میں بھی بتایا تھا جو ان کو suit نہیں کرتے، کوشش ان کی یہی ہوتی ہے کہ اگر تھوڑا سا suit کر جائے تو بے شک دے دیں یا بہت زیادہ damage نہ ہو ان کی public opinion کو تو دے دیتے ہیں وہ لیکن ایسے سوال نہیں جو بڑے hot issue بنے ہوئے ہیں جہاں سارے یورپ کی thinking بدل سکتی ہے جس کے اوپر نہیں دیتے وہ بالکل۔

سائل: سر بات پھر وہی رہی کے تمام لوگوں کی ملکوں کی justification دینے کے بعد یہ تو ہوا ان کے ساتھ ہمارا موازنہ کہ بھئی اگر ہمارے میں یہ صورتحال ہے تو آپ ہم سے برے رہے ہیں ہسٹری بتاتی ہے تو اس میں justification کہ وہ کونسا اہم پہلو.....ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ خمینی میں یہ نقص ہے Egypt میں یہ ہے پاکستان میں یہ ہے فلاں میں یہ ہے۔ ان تمام نظریات کو پیش consolidate کرنے کے بعد ہم کونسی ریاست ان کے سامنے پیش کریں یا جو تیرہ سو سال تک یا near future میں ہم نے حقوق کی روشنی میں مذہب کی روشنی میں۔۔۔؟

حضور: میں نے اسی لیے کہا تھا کہ آپ نے ایک چھوٹے سے سوال میں بہت سے سوالوں کے جواب ڈال دیئے ہیں ہر بیج اگر پرورش کرے تو اس کے لئے تو ایک پوری مجلس کی ضرورت ہے۔ یہ جو سوال ہے اسلامی عدل کا concept اور کیا معاشرہ دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے؟ اس کے لیے میں نے ایک آیت کا انتخاب کیا اس کے لیے اس دفعہ جلسہ سالانہ پر میری وہ تقریر تھی۔ اس کے چھ پوائنٹس ہیں نمایاں اس آیت میں۔ اس کا پہلا حصہ جو عدل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا تیسرا حصہ بھی میں پیش نہیں کر سکا اڑھائی گھنٹے کی تقریر میں۔ تو اگر آپ علمی سوال یہاں ایسا کریں گے جس کی بڑی لمبی چوڑی تفصیلات ہیں وہ تو میرا خیال ہے یہ مجلس اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اور علمی سوال کا مختصر جواب دینا یہ زیب نہیں دیتا کیونکہ اس میں No اور Yes سے تو بات نہیں بنتی۔ (سائل: میں سمجھ گیا ہوں آپ کا وقت نہیں لگے گا) بیماریاں تو لگتی ہیں مردہ جسم کو۔

سائل: مسلم ممالک کو جو درپیش ہیں مسائل ان سے نمٹ سکتے ہیں؟

حضور: یہ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ نمٹ سکیں گے یا نہیں جس کا ماضی واضح ہو اسی سے فیوچر کا نتیجہ نکلا کرتا ہے۔

سائل: سپین میں جو آپ نے مسجد کا افتتاح کیا اور آپ نے ایڈرس بھی کیا تھا۔۔۔؟

بڑی دیر کے بعد آپ نے مسجد کا وہاں پر افتتاح کیا تھا اور آپ وہاں پر personally گئے، وہاں کے پہلے کے واقعات اگر repeat ہو جائیں تو؟

حضور: سپین میں جو ہم نے مسجد بنائی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ مسجد بنانا فی ذاتہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے یہ۔ میں نے ان کے سامنے وہاں یہ بات کھولی تھی کہ مسجدیں تو ہم نے سب سے پہلے شروع کیں بنانی لیکن سعودی عرب نے اس سے کئی مہینے بعد سٹارٹ لے کے ہم سے پہلے مسجد ختم کر لی کیونکہ ان کے پاس روپے کی کوئی کمی نہیں تھی کروڑوں روپیہ جو مانگا کسی contractor نے وہ دے دیا ان کو اور وہ پہلے ختم کر لی اور بڑی خوبصورت اور ہم سے بہت وسیع مسجد تھی اس کا impact کوئی نہیں سارے عالم اسلام میں بھی نہیں اور سپین میں بھی کوئی نہیں کیوں نہیں ہے اس لیے کہ اس مسجد کا وہ پس منظر نہیں ہے جو ہمارا وہاں ہے مسجد کی اپنی کچھ ڈیمانڈ ہے مسجد کو شان جو ملتی ہے نہ وہ روپیہ سے مل سکتی ہے نہ اس کو روغن سے مل سکتی ہے نہ زیبائش سے اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے لیے کچھ اپنی زینتیں مقرر فرمادی ہیں اور وہ واضح فرمایا مثلاً یہ کہ خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ اچھے لباس لے کر جایا کرو مسجد میں اور لباس کی کیا تعریف فرمائی کہ لباس التقوٰی ذٰلک خیر تقویٰ کا لباس یہ ہے اصل لباس مسجدوں کی زینت تو ہے ہی تقویٰ اور رسول اکرم ﷺ کے زمانے کی مسجد چھپر تھا اس میں بارش پڑتی تھی اور کیچڑ میں سجدے ہوتے تھے تو آج یہ شاہی مسجد وغیرہ کی حیثیت کیا ہے اس مسجد کے سامنے۔ یہ ہے پس منظر مسجد کا جس کو اگر آپ سجالیں تو اس مسجد میں خدا تعالیٰ وقعت رکھ دے گا۔ اگر پس منظر اس کا سجا ہوا نہیں ہے مسجد کے ماحول کے مطابق تو اس کی کوئی بھی value نہیں ہے اور انسان بھی سمجھتا ہے کہ کہاں ٹھوس حقیقت ہے کہاں نمائش یا زیبائش ہے۔

میں نے یہ بتایا ہے کہ ہم نے سپین میں اس وقت کام شروع کیا 1944ء میں جب جنگ ختم ہوتی ہے۔ اس وقت کام شروع کیا جب کہ سپین میں اتنی strong کیتھولک حکومت تھی کہ کسی دوسرے عیسائی چرچ کو بھی اجازت نہیں تھی آج تک ان کا وہاں دخل نہیں ہوا یعنی پروٹیسٹنٹ وغیرہ کسی بھی ۔۔۔ کسی فرقے کو بھی اجازت نہیں ہے اور اسلام کی تبلیغ تو وہ اتنی sensitive گورنمنٹ تھی پادریوں کی کہ وہ برداشت ہی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ سپین کی ڈکٹیٹرشپ کے پیچھے پادریوں کا ہولڈ تھا۔ اس پس منظر میں حضرت مصلح موعودؓ ہمارے امام' میرے والد ہی تھے اس وقت' حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ' انہوں نے جب یہ اعلان کیا تو انہوں نے بعض تاریخی پس منظر جماعت کے سامنے رکھے۔ اور اپنے اس میں درد کا اظہار کیا کہ مجھے بڑی تکلیف ہے کہ سپین کا اتنا شاندار ماضی اسلام کا اور وہاں ایک بھی مسلمان نظر نہ آئے تو مجھے آدمی چاہئیں قربانی کرنے والے جن کے متعلق میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ جماعت نہ ان کا پیسہ دے گی نہ ان کے لیے انٹری کا انتظام کر سکتی ہے نہ وہاں رہائش کا انتظام کوئی کر سکے گی لیکن سپین کو ضرورت ہے اس وقت۔ ایک صاحب کرم الٰہی ظفر ان کے اوپر قرعہ پڑا۔ ان پر حضرت صاحب کی نظر پڑی سب نے پیش کر دیا تھا واقعہ یہ ہوا کہ جتنے واقفین تھے انہوں نے کہا ہاں حاضر ہیں ہم۔ حضرت صاحب نے ان کو چنا اور وہ بڑا اچھا انتخاب تھا۔ کیونکہ وہ بڑے sensitive آدمی ہیں اور ان کے اندر ایک طاقت ہے۔ انکو بھیجا تو وہ جو پیسے ساتھ لے کر گئے تھے وہ دو تین مہینوں میں پیسے بھی ختم اور حکومت سپین نے کہا جی تمہارے تو یہاں گزارے کی کوئی شکل ہی نہیں ہے' واپس چلے جاؤ۔ انگلینڈ آئے وہاں جا کر عطر سازی کا کام سیکھا اور یہ فن ساتھ لے کر دوبارہ سپین گئے۔ وہاں جب انہوں نے کام شروع کیا تو عطر وہ چھڑکتے تھے لوگوں کے اوپر اور رستے چلتے پر اور پھر وہ ساتھ دلچسپ انداز میں ایک بات کہا کرتے تھے اس سے کوئی دلچسپی پیدا ہو جاتی تھی۔ پھر وہ لٹریچر وغیرہ مخفی طور پر دیتے تھے ان پر حملے بھی ہوئے ان کی ریڑھیاں بھی توڑی گئیں ان کو گھر بھی بدلنے پڑے بار بار۔ پولیس بڑا ظلم کرتی تھی لیکن وہ لگے رہے اللہ کے فضل سے۔ میں نے مثال دی تھی جو واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ 1957ء کی بات ہے۔ 1957ء میں میں سپین گیا ہوں پہلی دفعہ تو ان سے میں نے پوچھا آپ کس طرح تبلیغ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میرے ساتھ آجاؤ۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔ بغیر کسی چیز کے چل پڑے۔۔۔

میں نے کہا نہ آپ کے پاس کوئی سامان نہ کوئی بات، کہنے لگے۔ بس ذرا تم دیکھتے رہو۔ ایک بازار میں جا کر ایک دکان دار سے انہوں نے آپس میں کوئی طے کیا ہوا تھا معاملہ۔ اس کو انہوں نے کہا انہوں نے دکان کے نیچے ایک تختے سے انکی ریڑھی نکالی اور ایک جگہ سے عطر کا گچھا اٹھا کے دے دیا اور کچھ لٹریچر وغیرہ پکڑا کے اور بڑی احتیاط سے ان کو بھجوا دیا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے۔ ایک گاؤں میں جا کر انہوں نے 'وہ پرانے زمانے میں ہوتا تھا نہ، عطر چھڑکنے والا ربڑ کا پمپ' اس کے ساتھ انہوں نے راستہ چلنے والوں پر سپرے چھڑکنا شروع کر دیا اور کچھ لوگ ٹھہر گئے' تعجب میں کہ یہ ہم پہ سپرے کر دیا ہے۔ تو اس پر انہوں نے لیکچر دینا شروع کیا مجھے تو بعد میں ترجمہ بتایا تھا اس وقت تو میں لوگوں کے تأثر دیکھ سکتا تھا کہ دیکھو جو خوشبو میں تمہیں دے رہا ہوں بکتی ہے جس نے خریدنی ہو خریدے۔ لیکن اس خوشبو کی جتنی بھی میں خوبیاں بیان کروں یہ آخر ختم ہو جائے گی، یہ دائمی نہیں ہے۔ یہ آج نہیں تو کل ختم ہو جائیگی۔ کل نہیں تو کپڑوں میں ڈھل جائے گی تمہارے۔ لیکن میرے پاس ایک اور بھی خوشبو ہے جو دائمی ہے جو کبھی ڈھل نہیں سکتی اور ایسی عجیب خوشبو ہے کہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتی ہے تو تمہیں اگر اس میں بھی دلچسپی ہو تو یہ میرا کارڈ ہے۔ کچھ کارڈ تقسیم کر دیتے تھے کچھ لٹریچر۔ جب لوگ چلے گئے، بعض لوگ جو ٹھہرے ان کو خطرہ محسوس نہیں ہوا انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ زیادہ ہی ہمدرد ہے ان کو لٹریچر بھی دیا میرے سامنے۔ لیکن اکثر کو کارڈ دیئے۔ بعضوں نے اپنے کارڈ ان کو دیئے اور پھر ان سے پرائیویٹ رابطے ہوئے ان کے۔ ان کے جو بورڈ لگا ہوا تھا وہ battered تھا وہاں بعض لوگ جنونی آتے تھے وہ پتھر مار مار کے کوٹ کوٹ کے دروازے ان کے سارا دروازہ جس طرح اینٹیں ماری جاتی ہیں یہ شکل بنی ہوتی ہیں ان کی۔ پھر وہاں ہماری میٹنگ ہوئی اور طریق کار یہاں یہ پتا چلا کہ اتوار کے دن بعض لوگ اپنی اتواریں مستقل وقف کئے ہوئے ہیں۔ وہ آ کے ان سے عطر لے کر جاتے ہیں اور عطر بیچ کر جو پرافٹ ہے اس کا لٹریچر شائع کرتے ہیں تو عملاً تو جماعت احمدیہ نے ایک آنہ بھی سپین پر خرچ نہیں کیا اس وقت تک جبتک مسجد نہیں بنی لیکن وہاں کی اپنی کمائی سے وہاں کے اپنے مسلمانوں نے ایک لمبی قربانی کی داستان پیش کی جس میں لٹریچر بھی تقسیم ہوئے اور بڑے بڑے لوگوں سے رابطے بھی پیدا ہوئے اور ایک impact پیدا ہونا شروع ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا ان کا سپین کے اکثر ذی اثر لوگوں سے contact ہو چکا تھا۔ socialist گورنمنٹ آئی ہے ان کی بھی دوستی تھی اور تعلقات تھے۔

پہلی گورنمنٹ تھی ان کے ساتھ بھی دوستی اور تعلقات تھے کیونکہ رفتہ رفتہ یہ انڈر گراؤنڈ یہ بات پھیلتی چلی جا رہی تھی کہ یہاں ایک فرقہ آ کے بسا ہوا ہے وہ پاگلوں کی طرح ماریں بھی کھائے گا جو کچھ بھی کرے گا اس نے پیچھا نہیں ہمارا چھوڑنا اور اتنا ان کا مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کا ذاتی انفلوئنس بڑھ چکا تھا اس عرصہ میں انکی شرافت قربانی کی وجہ سے کچھ میں نے کہا وہ یہ کرتے تھے کہ جسکو ملے کسی کو پھول تحفہ دے دیا کسی کو کوئی چیز تحفہ دے دی نتیجۃً وہ محبت کے ذاتی تعلقات بڑے قائم ہو گئے۔ مَیں جب وہاں سپین میں قید ہوا تو مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب نے مجھے چھڑوایا تھا فوراً اور اس سے مجھے پتہ چلا کہ کتنا انفلوئنس 1957 تک create کر چکے تھے۔ میں پاسپورٹ بھول گیا تھا' غرناطہ دیکھنے گیا تو وہاں پولیس نے مجھے گاڑی میں فرسٹ کلاس ڈبہ میں قید کر دیا اور وہاں تھانے پہنچا دیا اور وہاں سے میں نے ایک امریکن ہوٹل سے ایک (آدمی) بلوا کے مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کو اطلاع دی تو وہاں منسٹر نے خود فون کیا اس تھانے دار کو یا پولیس چیف تھا یا منسٹر تھا بہت بڑے کسی رینک کا تھا اور اس وقت تھانے دار کی وہ حالت تھی کہ وہ فون پر اس سے بات کر رہا تھا اور مجھے سلوٹ مارے جا رہا تھا۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس شخص نے بڑی گہری محنت کی ہے اور بڑے contacts پیدا کئے ہیں۔ ان کے رستے میں مزید آگے ترقی کے لیے روک یہ تھی کہ قانون اجازت نہیں دیتا تھا کہ آپ وہاں مسجد بنائیں یا پھر مشن کا آغاز کریں چنانچہ جب میرے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وہاں تشریف لے گئے چار سال پہلے کی بات ہے غالباً انہوں نے کہا کہ ہم اب کیا کریں یہ بات یہاں آ کے کھڑی ہو گئی ہے جب تک اپنا مرکز نہ ہو مستقل۔ حقیقت میں بہت سے احمدی ضائع ہو رہے ہیں یعنی ایک طرف سے داخل بھی ہو رہے ہیں پھر پھیل بھی جاتے ہیں کوئی ایک سنٹر نہیں ہے contact point کا تو آپ دعا کریں کہ اگلے کم از کم بیس سال تک ہو جائے تو حضرت صاحب نے وہاں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خوش خبری دی، ---------------(جاری ہے)

معاندین کلمہ طیبہ کے نام

محمد ظفر اللہ خان

ہے صبرِ اشکِ رواں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہ　　سکونِ قلبِ تپاں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہ
اسی کے دم سے لہو میں ہمارے تیرتی ہے　　یہ رُوحِ تاب وتواں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہ
اگر یہ سر ہو ترازو تمہارے نیزے پر　　رہے گا وردِ زباں لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہ
کُھرچ رہے ہو جو دیوار و در سے آج اسے　　تم آپ اپنے مقدر کو ہی مٹاتے ہو
سیاہ کر کے یہاں مسجدوں کی پیشانی　　ظہورِ روزِ قیامت قریب لاتے ہو
رہے گا جس میں فقط کلمۂ خدا باقی　　روئے زمین پہ تنویرِ لَآ اِلٰـــہَ باقی
جسے بنایا گیا اس جہاں کا حسنِ حسین　　سوائے جسکے کہیں بھی اماں نہیں ملتی
اُسی کے توشۂ روحانیت میں باقی ہے　　اک ایسی غیرتِ حق جو یہاں نہیں ملتی
مقام اُس کا ہے محمود اور نام احمد　　وہی امامِ زماں میرزا غلام احمد
وہی ہے خادمِ احیائے دینِ مصطفویؐ　　اسی کے دَم سے نمایاں ہے یہ رہِ نبویؐ
کماں میں اُسکی چمکتا ہے ایسا رات کا تیر　　عدوِ کلمۂ پاک آج جسکی زَد میں ہے
نکل بھی جائے اگر تُو حصارِ عالم سے　　تو اے شغال صفت، تُو اُسی کی حد میں ہے
میرے خدا جو تیرے نام پر بنایا گیا　　وہ دیس جلتا ہے بد باطنوں کے ہاتھوں سے
پھر اپنے ہاتھ میں لیکر میرے وطن کی عناں　　اسے بچالے تو اِن ظالموں کے ہاتھوں سے

مزاج بدلیں گے ہم اس نئے زمانے کا

ماسٹر احمد علی، ربوہ حال امریکہ

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کا مزاج بدل دیا اُس دَور میں منڈیوں اور میلوں میں بندوں کو بطور غلام خریدا اور بیچا جانا' ایک عام رواج تھا۔

ایک غلام زید بن حارثہ ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے ہاتھ بکتا' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ اُس کے والدین کو جب معلوم ہوا کہ ان کا بیٹا مکہ کے ایک سردار محمد ﷺ کے پاس ہے وہ مکہ پہنچ کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا بیٹا زید آپ کے پاس ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں دکھائیں تو سہی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے زید کو بلایا تو وہ لوگ دیکھ کر باغ باغ ہوگئے کہ ہمارا بیٹا صحیح سلامت اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔ انہوں نے اپنا مدعا آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سے اس کی قیمت لے لیں اور ہمارا بیٹا ہمیں دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مگر پہلے یہ تو دیکھ لو وہ تمہارے ساتھ جانا بھی چاہتا ہے یا نہیں۔ جب حضورؐ نے زید کو ان کے والدین کے روبرو بلا کر بتایا کہ یہ تمہاری قیمت مجھے دے کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ اب فیصلہ تم پر ہے کہ والدین کے ساتھ جانا چاہو تو خوشی سے جاؤ اگر میرے پاس رہنا پسند کرو تو بخوشی رہو۔ حضرت زیدؓ نے اپنے والدین کے ساتھ جانے کی بجائے نبی پاکؐ کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔ حضرت زیدؓ کا مزاج سردارِ دوعالم کی غلامی میں بدل گیا تھا۔

یہی نہیں بلکہ حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کے حسنِ سلوک اور پیار سے بھری صحبت نے ایک حبشی غلام کا مزاج ایسا بدلا کہ وہ بلال حبشی سے سیدنا بلالؓ کا درجہ پا گیا اور مؤذنِ رسولؐ کا لقب حاصل کیا۔ مزاج بدلنے کے کیا انداز ہیں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے، سبحان اللہ!

ایک اور عمدہ اور پُر تاثیر نمونہ مزاج بدلنے کا سپردِ قلم کرنا چاہتا ہوں۔ قبیلہ ازدشنوء کے سردار ضماد' جھاڑ پھونک اور دَم کے ذریعہ بیماروں کا علاج کیا کرتے تھے۔ وہ ایک دن مکہ آیا تو بعض مخالفین کو کہتے سنا کہ محمدؐ تو دیوانہ اور مجنون ہے۔ ضماد نیک طبع انسان تھے، ان کے دل میں خیال آیا کہ میں محمدؐ سے ملتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ہی ہاتھ سے اُنہیں جنون کی بیماری سے نجات عطا فرمادے۔

ضماد بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ! مَیں دَم سے بیماروں کا علاج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہے شفا عطا فرما دیتا ہے۔ کیا آپ مجھ سے علاج کرانا پسند کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ ارشاد فرمانے سے قبل حسبِ عادت مسنون خطبہ کے تمہیدی کلمات ہی پڑھے تھے (جو عربی خطبہ جمعہ میں پڑھے جاتے ہیں) کہ انہی کلمات نے ضماد کے دل پر گہرا اثر کیا اور جادو، دَم سے علاج کرنے والا اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی زبانِ مبارک سے اللہ کا کلام سن کر اتنا متاثر ہوا اور عرض کیا دوبارہ یہ کلمات مجھے سنائیں۔ تو نبی پاکؐ نے دوبارہ پڑھا،

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ..... ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد کے طالب ہیں۔ اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔۔۔ اور اپنے نفس کی شرارت اور اعمال کی برائی سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ رُشد ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے۔ اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

رسولِ کریم ﷺ نے ضماد کی خواہش پر تین بار یہ کلمات دہرائے۔ گو ضماد ایک بدوی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے فراست عطا فرمائی تھی۔ جس پیغام کو مکہ کے دانش ور ابوالحکم (ابو جہل) وغیرہ نے تکبر کی نظر سے رَدّ کر دیا، خوش نصیب ضماد وہ پاکیزہ کلمات سنتے ہی بے اختیار کہہ اُٹھا میں نے بڑے بڑے کاہنوں، جادو گروں اور شاعروں کی مجالس دیکھی اور سنی ہیں۔ مگر آج تک ایسے خوبصورت اور پُر تاثیر کلمات کہیں نہیں سُنے جن کا اثر سمندروں کی گہرائی تک ہے۔ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مذہبِ اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔ ضماد جو حکیم اور معالج بن کر آیا تھا اُسے رسولِ مقبولؐ کے ہاتھ پر اللہ نے روحانی شفا بخشی۔

رسولِ کریم ﷺ نے دیکھا یہ شخص اپنے قبیلہ کا بااثر اور سمجھ دار سردار ہے۔ آپؐ نے اس کی بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اپنی قوم کی طرف سے بھی ان کی نمائندگی میں بیعت کرتے ہو کہ انہیں بھی اسلام کی تعلیم پر کاربند کرو گے؟

ضماد نے کمال اعتماد کے ساتھ اپنی قوم کی طرف سے بیعت کر لی۔ اس غائبانہ بیعت کا بھی مسلمانوں نے اتنا لحاظ کیا کہ بعد کے زمانہ میں نبی کریم کی طرف سے کسی مہم پر بھجوائے ہوئے اسلامی دستہ سے کہا کہ ان لوگوں سے کوئی چیز زبردستی نہیں لینی (صحیح مسلم، اسوۂ انسانِ کاملؐ)۔

قارئینِ کرام! حضرت رسول مقبول کی صحبت اور حسنِ سلوک نے ہر طبقہ کے انسانوں کے مزاج بدل دیئے۔ ایسی عمدہ اور محیر العقول مثالیں پڑھ اور سن کر انسان ورطہء حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ آیئے اس ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دَور میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ آخری زمانہ کے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ لوگوں کے مزاج بدل جانے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

دنیا کے تمام براعظموں بلکہ دنیا کے کناروں سے سعید روحیں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے نظامِ اشاعت اسلام کے تحت دنیا میں بھجوائے ہوئے داعیان الی اللہ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کو بھی دیکھئے۔ برّ اعظم افریقہ جسے تاریخِ عالم میں تاریک برّ اعظم لکھا جاتا تھا وہاں جب امام مہدی علیہ السلام کے غلام مکرم مولانا نذیر احمد علی تشریف لے گئے اور افریقن قوموں میں اسلام کی تبلیغ شروع کی تو ایسی پیاری اور دل موہ لینے والی تعلیم سُن کر سعید روحیں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر خلافتِ احمدیت کے سائبان تلے محفوظ ہو کر سکونِ قلب اور عزتِ نفس اور اپنی وقعت محسوس کرنے لگیں۔ اور اخلاص میں اسقدر آگے نکل گئیں کہ روحانی اور دینوی اصلاح و تربیت و تعلیم کیلئے اپنی جان، مال اور اولادیں خدمتِ دین اور اشاعتِ قرآن مجید کی خاطر وقف کر دیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کے جذبہء قربانی کو ایسا شرفِ قبولیت نصیب ہوا کہ انہی سیاہ فام اور پسماندہ اور دُور افتادہ میں سے وہاب بن آدم اور عبدالغفار شاہد جیسے فدائین خلیفہء وقت کی بارگاہ میں اس اعلیٰ مقام کو پہنچ گئے ہیں کہ ان میں سے ایک اپنی قوم کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کے کام پر مامور کئے گئے (عبدالوہاب بن آدم) دوسرے مولانا عبدالغفار صاحب شاہدؔ گورے، کالے، عربی، عجمی، افغانی، ایرانی، انڈین اور پاکستانی افراد جماعت کی امامت الصلوٰۃ کا فریضہ بجالا رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ بھی متعدد افریقن طلبہ کو راقم جامعہ احمدیہ ربوہ میں قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتے دیکھتا رہا ہے۔ انہی میں سے ایک عالم محمد یوسف بھی ہیں جنہیں خلیفہء وقت کے دورۂ افریقہ کے دوران ایک حادثہ میں سفر میں ہی شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا ہے۔ کس کس مخلص اور فدائی افریقن احمدی بھائی کا ذکر کروں ایک طویل فہرست بن جائے گی۔ مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے بھی جامعہ احمدیہ ربوہ ہی سے ''شاہد'' کیا ہے اور جلسہ سالانہ امریکہ کے سٹیج کے قابلِ ذکر مقرر ہیں۔

میں نے جب ان سے ملاقات کر کے بتایا کہ ربوہ سے آیا ہوں تو اُن کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ انہیں اپنی مادرِ علمی سے اتنا پیار ہے جو بیان سے باہر ہے۔ اللہ نے ان کا ایسا مزاج بدلا ہے کہ درد بھرے انداز میں کہنے لگے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات پھر لائے کہ ہم اپنی اولادوں کو تعلیم و تربیت کیلئے ربوہ جامعہ احمدیہ میں بھجواتے رہیں۔

جماعت احمدیہ کے اشاعت اسلام کے نظام کے ذریعہ یہ بات سچ ثابت ہو چکی ہے اور ہوتی جارہی ہے کہ ہم نے زمانے کے مزاج بدل دیئے ہیں۔ راقم نے کینیڈا میں دیگر ممالک کے احمدیوں کے ہمراہ کینیڈین احمدی مسلمان افراد کو جماعتی تقاریب اور جلسوں میں گھنٹوں فرش پر بیٹھے پروگرام سنتے دیکھا ہے اور یہ تبھی ممکن ہوا ہے کہ داعیان احمدیت (مبلغین) زمانے کے مزاج بدلنے میں اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں ہمہ وقت مصروف

ہیں۔

یہاں تک اس موضوع پر لکھ چکا تھا کہ اسٹھویں جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت کا پروگرام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے بیٹے ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن ایم۔ڈی کو جو نہ صرف اپنا قیمتی وقت نکال کر بلکہ زرِکثیر خرچ کر کے ہمیں جلسہ سالانہ امریکہ لے کر گئے۔ وہاں تو مزاج بدلنے کا بہت پُر لطف اور پُر کیف نظارہ دیکھا کہ جماعتہائے احمدیہ امریکہ کے دانا اور بینا امیر ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے جلسہ کے سٹیج کی صدارت ہی ایک افریقن احمدی کے سپرد کر دی اور مولانا اظہر حنیف صاحب کے علاوہ بھی اس اجلاس کی دیگر تقاریر اور تلاوت قرآن شریف بھی بدلے ہوئے مزاج کے افریقن نے کیں یوں یہ جلسہ ایک عالمی جلسہ کی حیثیت حاصل کر گیا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

نہ صرف مربیان بلکہ دیگر عہدہ داران کے حسنِ انتظام اور حسنِ سلوک نے بدلے ہوئے مزاج کے قابلِ قدر اور دل نشین مناظر حاضرین جلسہ کیلئے ترتیب دیئے تھے۔

میرا تو حمدِ باری تعالیٰ سے سینہ لبریز ہو گیا جب میں نے ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ہونہار طالب علم مکرم مولانا امام الدین صاحب مرحوم کا اکلوتا بیٹا عزیزم ڈاکٹر صلاح الدین اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کا حامل نہایت اخلاص و وفا اور صبر و استقامت سے جلسہ سالانہ کے لنگر خانہ میں کھڑے ہو کر کھانا تیار کرانے میں ہمہ تن مصروف دیکھا۔ اگر مزاج نہ بدلا ہوتا تو اُس مادیت پرستی کے سیلاب میں وہ بھی بہہ کر اپنی تعلیمی اکڑفوں میں رہتا۔ خلیفۃ المسیح کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے بطور دھوبی برٹش کمپنی میں بھرتی ہو کر انڈونیشیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے کو سعادتِ دارین سمجھنے والے ایک داعی الی اللہ، مکرم مولانا امام الدین مرحوم کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت نصیب ہوا کہ ان کا بیٹا بھی اپنے مرحوم باپ کے نقشِ قدم پر چل کر خدمتِ دین کے مشکل اور سخت کام کو بجالاتا ہے۔ یہ ایک ہی نہیں بیسیوں پاکستانی احمدی علماء کی اولادیں مختلف خدمات، مزاج بدلنے کے سلسلہ میں، بجالا رہی ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ذرا اَب یوروپین ممالک میں بھی جھانکتے ہیں تو بدلے ہوئے مزاج کے ایک نادر وجود مکرم بشیر احمد آرچرڈ مرحوم و مغفور بھی نمایاں دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگی اشاعتِ قرآن مجید اور تبلیغِ دینِ حق کرنے کیلئے وقف رکھی تھی اور اس مقصد میں نہایت کامیاب و کامران رہ کر اپنے پیدا کرنے والے کے حضور حاضر ہو گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آیئے سرزمین جرمنی سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے چند اور خوشکن نظارے ملاحظہ فرمائیے! جرمنی سے ایک جرمن صحافی ہدایت اللہ ہُبش نے قبولِ اسلام احمدیت کے بعد خلافت کی محبت میں رنگین ہو کر تصوّف و سلوک کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور مسجد نور فرینکفورٹ میں خطبہ دیتے ہیں اور نماز کی امامت کر رہے ہیں۔ اسی جرمن قوم کے ایک نوجوان عبداللہ واگس ہاؤزر کا مزاج ایسا بدلا ہے کہ انہوں نے اپنا جیون ساتھی بھی احمدیت کے مرکز ربوہ پاکستان سے چُنا اور اخلاص و وفا میں اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ خلیفۃ المسیح نے انہیں جرمنی کا امیر مقرر فرمایا ہے۔

ادھر دنیا کے خوبصورت ترین اور قسمہا قسم کے پھولوں کے باغ ہالینڈ سے بھی افرادِ جماعت احمدیہ کی جانی اور مالی قربانیوں کے طفیل ڈچ قوم سے ایک خاموش طبع اور خوبصورت آدمی کا مزاج اسقدر بدلا ہے کہ ایک معروف پاکستانی گھرانے کی دامادی میسر آگئی ہے۔ وہ ہیں مکرم عبدالحمید درفلپدن، جن کی اولاد بھی بفضلہٖ تعالیٰ جماعت سے مضبوط تعلق رکھتی ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اس مضمون کو تحریر کرنے کے دوران ہی جلسہ سالانہ کینیڈا میں جمعۃ المبارک کے روز عزیزم محترم مولانا نسیم مہدی صاحب نے اپنی تقریر میں مزاج بدلنے کا خوش کن ذکر فرمایا کہ یگانۂ روزگار مسجد بیت النور کیلگری کینیڈا کی افتتاحی تقریب میں کینیڈا کے وزیرِ اعظم کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ وزیرِ اعظم نے اس تقریبِ سعید میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اپنے لئے باعثِ افتخار سمجھا اور کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہ جماعتِ احمدیہ کو جب بھی کینیڈین حکومت سے کسی قسم کے رابطہ کی ضرورت ہوگی میں مدد کرنے کیلئے حاضر ہوں۔ اسی طرح کینیڈین میڈیا نے اپنے اخبارات اور رسائل میں بیت النور کی نمایاں تصویر میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو افتتاح کرتے ہوئے نمایاں طور پر شائع کر کے ظاہر کر دیا کہ جماعتِ احمدیہ کا یہ دعویٰ برحق ہے کہ ؎

شعور دے کے محمدؐ کے آستانے کا
مزاج بدلیں گے ہم اس نئے زمانے کا

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

تحریکِ وقفِ نَو

ڈاکٹر فہیم احمد طیب

وابستہ تم سے ہے اِک اُمیدِ بہارِ نَو
اے واقفینِ نَو ، اے واقفاتِ نَو

اِک عہد تم کو آج یہ خود سے کرنا ہے — تقویٰ کی راہ پہ جینا ہے تقویٰ پہ مرنا ہے
لوگوں کو یہ بتانا ہے مہدی ہے آ چکا — دینِ محمدیؐ کا ہے غمخوار آ چکا

اے قافلۂ مسیح کی خوش بخت بلبلو
اے واقفینِ نَو ، اے واقفاتِ نَو

تم پہ اُمید بھاری ہے سب جماعت کو — ماں باپ کو، بزرگوں کو، اِمامِ وقت کو
تم نے نئی صدی میں یہ جوہر دکھانا ہے — سب کو خدا کے دین میں واپس بلانا ہے

صد سالہ جوبلی کا ہو تم اِک اِہتمامِ نَو
اے واقفینِ نَو ، اے واقفاتِ نَو

دنیا یہ جھوٹ، ظلمت ونخوت میں غرق ہے — حرص و ہَوس کی آگ کے شعلوں میں غرق ہے
ابلیس کے ہیں جال میں بندے پھنسے ہوئے — گناہ کے اِک نشے میں مدہوش ہیں ہوئے

تاریکیوں کے دَور میں، اِک صبح کی ہو ضَو
اے واقفینِ نَو ، اے واقفاتِ نَو

دیتا ہے دل دعا کہ تم پھولو، پھلو، بڑھو — تائیدِ حق ملے، جس سمت تم بڑھو
پھیلو جہاں میں شمعِ محمدؐ کو لے کے تم — چھاجاؤ شرق و غرب میں تم کامیاب ہو

بڑھتی رہے خدا کرے، یہ تحریکِ وقفِ نَو
اے واقفینِ نَو ، اے واقفاتِ نَو

دو عیدوں کا مسئلہ

محمود بن عطاء

اِسلام میں دو عیدیں

اسلام میں دو عیدوں' عیدالفطر اور عیدا لاضحیہٰ کی تقریبات بڑے جوش وخروش اور اہتمام سے منائی جاتی ہیں۔

عیدالفطر رمضان کے فرض روزوں کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ زمانہء جاہلیت میں' عرب شوال کو ایک منحوس مہینہ قرار دیتے تھے اور اس قسم کے خیالات کے پیشِ نظر شوال میں نکاح بیاہ کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے تمام بے بنیاد توہمات کا خاتمہ کیا۔ دو اُمہات المؤمنین (حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ) کی شادی شوال کے مہینے میں ہوئی۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے۔

(1) سیرتِ عائشہؓ، سیّد سلیمان ندوی، ناشر ادارہ اِسلامیات لاہور' ایڈیشن 1993، صفحہ 31)۔

(2) Mothers of Believers شاہد ظفر قریشی ناشر مکتبہ دارالسلام' ریاض' ایڈیشن 1997 صفحہ 22۔

دوسری عید جسے ''بڑی عید'' بھی کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ 10 ذوالحجہ کو منائی جاتی ہے۔ اس کا تعلق حجِ بیت اللہ سے ہے۔ وقوفِ عرفہ (میدانِ عرفات میں 9 ذوالحجہ کو حاجیوں کا اجتماع) جو حج کا سب سے بڑا اہم رکن ہے' اگر کوئی حاجی وقوفِ عرفہ کا رُکن ادا نہ کر پائے تو اُس کا حج ادا نہیں ہوتا' اُسے از سرِ نو حج کرنا پڑتا ہے۔ عیدُ الاضحیہٰ وقوفِ عرفہ سے اَگلے دِن منائی جاتی ہے۔ ان دونوں تقاریب کو روایتی جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ نمازِ عید کی دو رکعتیں' ان دونوں تقاریب کی امتیازی خصوصیت ہیں۔ باقی دنوں میں پانچ نمازیں ادا کی جاتی ہیں مگر عید کے جشنِ مسرّت کے دِن' چھ نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ اس سے اسلام میں عبادت کی اہمیت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اُمّت 1400 سال سے اِن عیدوں کا اہتمام کر رہی ہے۔ پاکستان میں ان مواقع پر ایک سے زائد عیدیں منانے کا کلچر پروان چڑھ چکا ہے۔ برطانیہ' امریکہ وغیرہ میں جہاں جہاں پاکستانیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے' اس اختلافی کلچر نے وہاں بھی اپنے قدم جمائے ہیں۔ اور اُن ممالک میں بھی دو دو عیدیں منائی جانے لگیں۔ جہاں جہاں یہ نیک بخت جائیں گے اپنی اس قسم کی روایات کی پوٹلیاں ساتھ لے جائیں گے اور حسبِ موقع اُنہیں کھولتے رہیں گے۔ ایک سے زیادہ عیدیں منانے پر عیسائی' یہودی اور دُوسرے مذاہب کے لوگ اُن پر ہنستے ہیں اور ایک لحاظ سے اُن کا ہنسنا بجا ہے کیونکہ کرسمس، ایسٹر' یوم کپور وغیرہ کیلئے دن مقرّر ہیں اور کوئی اختلاف سامنے نہیں آتا۔ یہود کی تقریبات کا چاند کی تاریخوں پر انحصار ہے۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اُمّتِ مسلمہ اس توفیق سے کیوں محروم ہے؟

روزہ اور عیدالفطر' میں ''اختلافِ مطلع'' کی وجہ سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے۔ مگر عیدالاضحیہ سعودی عرب کے ساتھ منائی جاسکتی ہے کیونکہ اس کا تعلق حجِ بیت اللہ سے ہے' جس کا مرکز ومحور مکّہ معظمہ ہے جو حجازِ مُقدس میں واقع ہے اور سعودی عرب کی حکومت' اس کا اہتمام کرتی ہے اور اس کے انتظامات پر ہر سال خطیر رقم خرچ کرتی ہے۔ نیز عالمِ اسلام کو یقینی طور پر اس دِن کی اطلاع دی جاسکتی ہے۔

رؤیتِ ہلال کمیٹی کے خلاف علمِ بغاوت

جنرل ضیاء الحق صاحب ایک آمر ہی نہیں' بڑے شاطر بھی تھے۔ اُنہیں لوگوں کو شیشے میں اُتارنے کا فن بھی آتا تھا۔ وہ کئی رَوَیّوں اور طریقوں کے موجد بھی تھے مثلاً وہ ''رِشوت'' کو مشرف بہ اسلام کرنے کے ایکسپرٹ بھی تھے۔ موصوف نے علماء اور مذہبی لیڈروں کو ممنونِ احسان بنانے کیلئے کئی اقدامات کئے۔ اُنہوں نے قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا۔ شرعی عدالت' اسلامی نظریاتی کونسل اور رؤیتِ ہلال کمیٹی کو جنم دیا۔ اِن اِداروں کے عہدے ''پاکیزہ اسلامی رشوت'' کی مثالیں ہیں۔ ان پر کبھی آئندہ

تفصیل سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔

پاکستان میں تقریباً ہر سال دو یا دو سے زائد عیدیں منائی جاتی رہی ہیں۔ صوبہ سرحد میں پیدا ہونے والے ایک شخص نے Geo News پر آ کر اعتراف کیا کہ اُس نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہر سال پشاور میں 2 عیدیں ہی دیکھی ہیں۔ سالہا سال سے چلی آنے والی اس روایت کو اِمسال کیوں ایک بہت بڑا اختلافی مسئلہ بنادیا گیا؟ اِمسال یہ علمِ بغاوت ذرا زیادہ قوت سے بلند کیا گیا اور رؤیتِ ہلال کمیٹی اور اس کے چیئر مین مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو بڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور اس موقع پر طرفین میں تُند و تیز جملوں، تبصروں اور فتویٰ نُما مشوروں کا تبادلہ ہوا جس سے تلخیوں میں اضافہ ہوا۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ ''دو مُلاّؤں میں مرغی حرام'، اب اس میں یہ ترمیم کی جاسکتی ہے ''دو مفتیوں میں عید حرام اور بدنام''!

صوبہ سرحد میں مفتی شہاب الدین پوپلزئی کے فتوے پر بہت سے مقامات پر عید 20 ستمبر کو منائی گئی۔ مگر مولانا فضل الرحمٰن کے زیرِ اثر علاقوں، مانسہرہ، ڈیرہ غازی خان وغیرہ میں عیدالفطر کا اہتمام ایک دن بعد کیا گیا۔ لاہور میں بھی مغل پورہ وغیرہ مقامات پر عید اتوار کو منائی گئی مگر باقی تمام علاقوں میں رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق سوموار کو۔ کراچی میں بوہرہ کمیونٹی نے حسبِ معمول مصری کیلینڈر کے مطابق عید منائی۔ اور اپنے جماعت خانوں میں عبادت کی۔ اسماعیلی حضرات کا فاطمینِ مصر کے خلفاء سے تعلق ہے۔ بوہرہ کمیونٹی بھی اُنہی کی شاخ ہے۔

سینیٹر غلام احمد بلّور نے رؤیتِ ہلال کے چیئر مین سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا اور یہ عہدہ مفتی شہاب الدین پوپلزئی کو تفویض کرنے کا مشورہ دیا۔ ماضی میں اس قسم کے اختلافات کے بعد رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئر مین صاحبان مستعفی ہوتے رہے ہیں۔ لیکن مفتی منیب الرحمٰن صاحب ڈٹ گئے اور بہانگِ دُہل کہا کہ صوبہ سرحد میں عید ایک روز قبل منانے والوں کی ''عید غلط ہوئی ہے''۔

تلافی کیلئے انہوں نے تمام مسلمانوں کو ''استغفار'' کرنے کا مشورہ دیا۔ مفتی پوپلزئی صاحب کے بارے میں اُنہوں نے کہا کہ اگر مفتی صاحب کو ''صدرِ پاکستان'' بھی بنادیا جائے تو اُنہیں اعتراض نہ ہوگا۔ مگر اُنہوں نے اپنی کُرسی خالی کرنے کا عندیہ نہیں دیا۔ مذہبی امور کے مرکزی وزیر، علامہ کاظمی صاحب نے اپنے تبصرے میں، صوبہ سرحد میں، رویتِ ہلال کمیٹی کے اعلان سے ایک دن قبل عید منانے کو ''ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد'' قرار دیا۔ اس کے برعکس صوبہ سرحد کے عمائدین نے یہ بھی کہا کہ مفتی منیب الرحمٰن اب صرف ''پنجاب کی رویت ہلال'' کے چیئر مین ہیں۔ ناقدین نے مفتی منیب الرحمٰن پر یہ الزام بھی عاید کیا کہ ان کی رویت ہلال کمیٹی کی وجہ سے قوم اتحاد و اتفاق سے محروم ہے۔ اس کے ردِّ عمل میں مفتی صاحب نے قوم کو یاد دلایا کہ یومِ آزادی (14 اگست) یومِ جمہوریہ (23 مارچ) اور کئی اور یوم جو متفقہ طور پر منائے جاتے ہیں، ان کے نتیجے میں قوم کیوں متفق اور متحد نہیں ہوسکی؟ انہوں نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا کہ سارا مڈل ایسٹ ہر سال ایک ہی دن عید کرتا ہے مگر وہاں بھی لوگ متحد و متفق نہیں ہوسکے۔

سینیٹر غلام احمد بلور نہ جانے کس مُوڈ میں تھے اُن کے منہ سے ایک عجیب جملہ صادر ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ رویت ہلال کمیٹی نے ''ربوہ والوں کے ساتھ عید منائی ہے''۔ ''ربوہ والوں سے'' ان کی مراد، قادیانی فرقہ کے لوگ تھے جنہیں 1974 میں قومی اسمبلی کے ایک فیصلہ میں ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دے دیا گیا اور 1984 میں جنرل ضیاء الحق نے اُن کیلئے ''اسلامی اصطلاحات اور شعار'' کے استعمال کو جرم قرار دے دیا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو، 295-C کے تحت مقدّمہ چلا کر، قید، جرمانہ بلکہ سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے۔ بلور صاحب نے جلد ہی 295-C سے ڈر کر، یہ الفاظ واپس لے لئے اور معذرت کی، کیونکہ ''ربوہ والوں کی عید'' کا ذکر کرنا 1974 اور 1984 کے اقدامات پر خطِ تنسیخ کھینچنے کے مترادف ہے۔

علمِ بغاوت کی تائید و مذمّت نیز رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے بھرپور دفاع کے باوجود 300 سالہ تاریخی عبادت گاہ، مسجد قاسم علی خان کے مفتی اور علماء کا اس بات پر اصرار رہا کہ اُن کا اقدام درست ہے کیونکہ 200 افراد نے چاند دیکھنے کی شہادت دی ہے جن میں سے 41 نے خود مسجد میں حاضر ہوکر بقائمی ہوش و حواس گواہی دی!

چاند کا مسئلہ حل کرنے کے وعدے

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ ''چاند کا مسئلہ'' یعنی رمضان اور شوال کے ہلال دیکھنے کی پریشانی پاکستان کو عرصہء دراز سے لاحق ہے۔ جس زمانے میں بھٹو صاحب اور اُن کی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اُن کے وزیر برائے مذہبی امور، مولانا کوثر نیازی نے قوم سے وعدہ کیا کہ چاند کا مسئلہ جلد حل کرلیا جائے گا۔ اب خیر سے پھر اُسی پارٹی کی عوامی حکومت کا مبارک دَور

ہے۔درمیان میں بھی پیپلز پارٹی کو برسرِ اقتدار آنے کے مواقع ملے مگر چاند کا مسئلہ حل نہ ہوسکا۔اب عوامی حکومت کی سیکرٹری اطلاعات' فوزیہ وہاب صاحبہ نے ایک بار پھر اُسی قوم سے وعدہ کیا ہے کہ چاند کا مسئلہ جلد حل کرلیا جائے گا۔بہتر ہے کہ یہ مسئلہ حل کرلیا جائے۔علماء کو اس صورتِ حال کا ذمہ دار قرار دیا جارہا ہے اور ان پر طنز کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ایک دل جلا کہہ رہا تھا کہ قومی پرچم پر جو چاند ہے وہ رویت ہلال کے حوالے سے ہے کہ جب تک وہ اچھا خاصا موٹا نہ ہوجائے وہ علماء کو نظر نہیں آئے گا۔کبھی یہ نشتر چبھویا جاتا ہے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا وہاں سے مٹی پتھر اُٹھا کر ساتھ لایا، یہ چاند تلاش کرتے پھرتے ہیں۔اور چاند پر انسان کے پہنچنے کو تسلیم کرنے والوں کے نکاح توڑ رہے ہیں۔ان چالیس سالوں میں کتنے نکاح ٹوٹے ہوں گے۔اولاد کی حلت وحُرمت کا اللہ مالک! رویتِ ہلال کا مسئلہ حل کرنے کے وعدۂ فردا پر غالبؔ کا یہ شعر یاد آجاتا ہے ؎

ترے وعدے پر جئے تو یہ جان جُھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

اس ''مایوسی'' کی وجہ' ہمیں اقبالؔ کے درج ذیل اشعار پڑھ کر سمجھ میں آتی ہے جو انہوں نے ''مُلّا اور بہشت'' کے عنوان سے رقم فرمائے ہیں:

میں بھی حاضر تھا' وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکمِ بہشت

عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حُور و شراب و لبِ کشت

نہیں فردوس مقامِ جَدل و قال و اقُول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت

ہے بد آموزیٔ اقوام و مِلَل کام اس کا
اور جنّت میں نہ مسجد' نہ کلیسا' نہ کنشت

ایک اور مصرعے میں علامہ اقبالؔ نے کُوزے میں دریا بند کردیا ہے ع

دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

چاند کے مسئلہ کا شرعی اور سائنسی حل

رویتِ ہلال کا مسئلہ کوئی لاینحل عقدہ نہیں۔ اسلام ''دینِ فطرت'' ہی نہیں، ''دینِ اوسط'' بھی ہے۔ یعنی ہر کام اور خصوصاً دینی امور میں درمیانی راہ تجویز کرتا ہے اور شدّت یا انتہاء پسندی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادات وغیرہ میں بھی ایسی درمیانی راہ اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے جس پر عمر بھر دوام اختیار کیا جاسکتا ہو۔شریعتِ اسلام نے چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور افطار کرنے یعنی عیدالفطر منانے کا حکم دیا ہے۔''دیکھ کر'' میں دُوسروں کی رویتِ ہلال کی گواہی بھی شامل ہے بلکہ شعبان کے 30 دنوں کے حوالے سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے خود کیلینڈر کے اصول بھی پیشِ نظر رکھنے کی ہدایت فرمادی۔پھر گواہوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں میں نہیں۔چند گواہوں کی شہادت کو کافی سمجھا گیا ہے۔صحابہ کرامؓ اور بعد میں آنے والی نسلوں نے بھی اسی لچک' نرمی اور اعتدال کی پالیسی کو اختیار فرمایا۔اور اختلاف کو رحمت بنایا، زحمت نہیں۔ جامع ترمذی میں عہدِ صحابہ کی رویتِ ہلال کے ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے۔حضرت معاویہؓ کے زمانے میں جناب کُریبؓ نے مدینہ سے شام کا سفر اختیار کیا۔ وہاں اُنہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ جمعہ کو رمضان کا چاند دیکھا اس کے مطابق رمضان کے روزے رکھے۔مدینہ واپسی پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اُن سے' رمضان کے چاند کے بارے میں پوچھا۔حضرت کُریبؓ نے بتایا کہ وہاں چاند جمعہ کو دیکھا گیا۔حضرت ابن عباسؓ نے بتایا کہ اہلِ مدینہ نے چاند ہفتہ کو دیکھا اور اسی کے مطابق روزے رکھے۔دمشق (شام) مدینہ (حجاز) سے زیادہ دُور نہیں مگر اختلافِ مطلع کی وجہ سے چاند دومختلف دنوں میں دیکھا گیا۔(شام میں جمعہ کو حجاز میں ہفتہ کو)۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین نے اس اختلاف پر جھگڑا نہیں کیا' فتوے نہیں لگائے۔رگیں نہیں پُھلائیں۔بیان بازی نہیں کی۔اپنی اپنی رویتِ ہلال کے مطابق روزے رکھے اور اسے حکمِ رسولؐ کی اطاعت قرار دیا۔

(اس حدیث کیلئے ملاحظہ فرمائیے ترمذی، مترجم اردو جلد اوّل، ابواب الصوم صفحہ 272 پبلشر، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دھلی، انڈیا۔ ایڈیشن 1995)

اس واقعہ پر کئی صدیاں بیت گئیں۔ بعد میں آنے والے علماء بھی صحابہ کرامؓ اور تابعین کی اسی عقل و فراست سے ہم آہنگ رہے۔علامہ ابنِ رُشد (مسلم سپین کے ایک بلند پایہ عالم اور فلسفی جن کی یاد میں حکومت سپین نے ڈاک کا ایک ٹکٹ بھی جاری کیا ہے) نے اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں حجاز (سعودی عرب) اور اُندلس (سپین) کے مطلع کے اختلاف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ان ممالک کے لوگ اپنی اپنی رویتِ ہلال کے مطابق روزے رکھیں گے اور عید

کریں گے۔

(بدایتہ المجتہد، کتاب الصیام۔ جلد اوّل صفحہ 197)

یہ اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔ اور یہی صحیح مَسلک ہے۔ اس معاملہ میں جبروتشدّد اور دھینگا مُشتی' اسلامی شریعت کے مزاج سے متحارب ومتصادم ہے۔

اس معاملے میں سائنس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام سچی سائنس کا دشمن نہیں ہے۔ ''دِین'' خدا کا قول ہے اور ''سائنس'' خدا کا فعل۔ خداتعالیٰ کی توحید کا تقاضا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔ اب سائنس اور ٹیکنالوجی اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ چاند کی پیدائش اور رویت کے بارے میں ماہرینِ فلکیات یقینی اور صحیح معلومات فراہم کرتے ہیں۔ بلکہ چاند اور سورج گرہن کے بارے میں دُنیا بھر کیلئے کوائف مُہیّا کرتے ہیں۔ مُلّا کی یہ پرانی عادت ہے کہ نئی مفید ایجادات کو شروع میں ''شیطانی آلات'' قرار دے کر رَدّ کرتا ہے مگر پھر اُنہیں حلال، طیّب اور جائز قرار دے کر اُن کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ پرنٹنگ پریس، کیمرہ، تصویر، ٹیلی ویژن، لاؤڈ سپیکر، وغیرہ کو ''حرام'' قرار دیا گیا۔ مگر یہ ''حرام'' اب ''حلال'' قرار پاچکے ہیں۔ بلکہ اب یہی مُلّا رویتِ ہلال کیلئے ''دُوربین'' کو استعمال کرنے لگا ہے۔ بلکہ طیّارے میں اُڑ کر چاند کو ڈھونڈنے جاتا ہے۔ اخبارات اور ٹی وی پر سب سے زیادہ مولویوں کی تصویریں آتی ہیں۔ لاؤڈ سپیکر سب سے زیادہ علماء استعمال کرتے ہیں۔ ایک ایک نماز کی اذان غالباً دس دس مرتبہ دُہرائی جاتی ہے۔ علماء اگر رویتِ ہلال کیلئے ٹیلی سکوپ اور طیاروں کی اُڑان کو جائز سمجھتے ہیں تو اُنہیں ماہرین فلکیات کی تحقیق اور Calculations کو بھی قبول کرنے پر غور کرنا چاہیئے۔ بیس تیس سال کے لڑائی جھگڑے کے بعد، ان حضرات کو انجام کار اسی طرف رجوع کرنا ہے!

سابق صدر مُشرّف کی عید

کہنے والے کہتے ہیں کہ عید تو اُن کی ہوتی ہے جو اپنے وطن میں موجود ہوں۔ غریب الوطن مسافروں کی کیا عید؟ ایک مشہور ''غریب الوطن'' جو اپنے عہد اقتدار میں فخرِ دیار سمجھے جاتے تھے یعنی سابق صدر جنرل مُشرّف' ان دنوں امریکہ میں مختلف یونیورسٹیوں اور Think Tanks میں تقریریں کر رہے ہیں۔ اسے ''ہم اُمید سے ہیں'' پروگرام کی مُہذّب اور شائستہ اینکرز نے ''دہاڑی لگانا'' قرار دیا ہے۔ پاکستان میں ایسے کتنے لیڈر موجود ہیں جن میں ایسی دہاڑی لگانے کی صلاحیت موجود ہے؟ مشرف صاحب کے دوست احباب تو اب بھی اُن سے مروّت ومحبت سے پیش آرہے ہیں۔ سعودی عرب کے شاہ عبداللہ نے اُنہیں اپنا طیارہ بھیج کر اظہارِ تعلق کیلئے بلا بھیجا۔ واپسی پر جنرل مشرف صاحب نے شاہ عبداللہ کو اپنا ''بڑا بھائی'' قرار دیا۔ جنرل صاحب ٹیکساس بھی تشریف لائے۔ San Antonio شہر میں بھی تقریر کی۔ پھر اپنے پُرانے دوست، سابق صدر بُش سے ملنے کیلئے Dallas گئے۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ دونوں سابق صدور میں کن موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

سابق صدر مشرف کے بدخواہوں کی بھی کمی نہیں۔ اُن کی خواہش تھی کہ آرٹیکل 6 کی گلوٹین جلد حرکت میں آئے۔ اور آناً فاناً اُنہیں نشانہ عبرت بنادیا جائے۔ مسلم لیگ (ن) کی لیڈرشپ اور اُن کے ''ممنونِ احسان'' وکلاء کی فوجِ ظفر موج اور T.V کے بعض اینکرز کا خیال تھا کہ ''آزاد عدلیہ'' کی موجودگی میں' سابق صدر مُشرّف عید کی نماز ''اگلے جہان'' میں ادا کریں گے۔ مگر وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اُنہوں نے فلاڈلفیا کے مسلم سنٹر میں عیدالفطر کی نماز ادا کی۔ سابق صدر نے شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی۔ لوگوں نے جنرل صاحب کو اپنے درمیان پاکر خوشی کا اظہار کیا۔ وہ بھی دوست احباب سے ملے اور میڈیا سے بھی گفتگو کی۔ اُنہوں نے اس بات پر دلی رنج اور تاسّف کا اظہار کیا کہ خودکُش حملوں اور دہشت گردی کے واقعات سے اسلام بدنام ہورہا ہے۔

جو سیاسی لیڈر' صحافی اور دانش ور' اُنہیں تختہء دار پر کھینچنے کے آرزومند تھے۔ اس قسم کے مناظر کے بعد وہ کچھ افسردہ اور ملول نظر آئے۔ آج (یکم اکتوبر 2009) امریکی حکومت کے ترجمان نے بھی کہا ہے کہ وہ سابق صدر مشرف پر مقدّمہ چلانے کے خلاف ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ سابق صدرِ مملکت کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس بیان کو وہ ''مُشرّف دشمن عناصر'' بھی پاکستان کے داخلی معاملات میں ''مداخلت'' قرار دے رہے ہیں جن کی اپنی ''جاں بخشی'' اسی قسم کی ''مداخلت'' کی رہینِ منّت تھی! کہا جاتا ہے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہے۔ لیڈروں کا حافظہ عوام کے حافظے سے زیادہ کمزور ہے۔

سیّارہ مُشتری پر رویتِ ہلال کی بہتر سہولت

آخر میں ایک مرتبہ پھر عرض ہے کہ رویتِ ہلال کے حوالے سے شریعتِ اسلام نے جو راہ نُما اصول پیش

کئے ہیں اگر اُن پر دیانت داری اور نیک نیتی سے عمل کیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔شریعت نے جو لچک فراہم کی ہے اُس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔اتحادِ مطلع نہ ہونے کی صورت میں رویتِ ہلال کے اختلاف کو کھلے دل سے تسلیم کرنا چاہیئے۔ ماہرینِ فلکیات کی ریسرچ اور اُس کے نتائج قبل از وقت مُرتب کرلئے جاتے ہیں۔اگر کافر سائنس دانوں اور ماہرینِ فلکیات پرآپ کو بھروسہ نہیں تو اب مسلم ماہرینِ فلکیات کی بھی کمی نہیں۔ان تمام سہولتوں کے باوجود اگر علماء ''میں نہ مانوں'' کی پالیسی ہی کو ترجیح دیں تو پھر اُنہیں ''وَن وے ٹکٹ'' دے کر کسی ایسے سیارے پر بھیج دینا چاہیئے جس کے گرد ایک سے زیادہ چاند گھومتے ہوں۔تا یہ حضرات اپنے اپنے چاند کے مطابق عید منانے کا شوق پورا کرلیں۔اس مقصد کے لئے میں نے ایک مرتبہ پھر نظامِ شمسی کے سیاروں کے کوائف کا مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ سیّارہ مُشتری (Jupiter) کے 39 چاند ہیں۔وہ اتنا بڑا ہے کہ ہماری زمین کے سائز کے 1300 سیّارے اُس میں سما سکتے ہیں۔وہاں ہر فرقے اور ہر مسلک کے علماء اور رویت ہلال کمیٹی کے تمام اراکین' اپنے اپنے چاند کو دیکھ کر عید منا سکتے ہیں۔اگر چاہیں تو وہاں ''ہر روز' روزِ عید اور ہر شب شبِ برات'' والی کیفیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ وہاں مشکلات تو ہوں گی۔مشتری کا دن ہمارے 24 گھنٹے کی بجائے صرف 10 گھنٹوں کے برابر ہے مگر سال ہماری زمین کے 12 سالوں کے برابر ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ رویتِ ہلال کمیٹیوں کے تمام سابق اور موجودہ اراکین، تمام آئمہ مساجد، تمام دینی مدارس کے اساتذہ اور چیدہ چیدہ اہلُ الرائے نمازیوں کو بھی مُشتری پر بھجوا دیا جائے۔ وہاں شوق سے روزانہ عید منائیں۔اُن کی رخصتی کے بعد ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ یہاں امن قائم ہوجائے گا۔ان علماء اور مفتیانِ دینِ متین کو اس سفر میں اپنے اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے جانا چاہیئے کیونکہ وہاں سے واپس آنا مشکل ہوگا۔ہمیں یہ پاک صورتیں پھر نظر نہیں آئیں گی!

خدا کرے وہاں جاکر یہ لوگ امن سے رہیں۔اس حوالے سے میں اس سیارے کو اہل پاکستان کی طرف سے یہی کہوں گا ''مُشتری ہُشیار باش'' کیونکہ تجھ پر بھی ایک مشکل وقت آنے والا ہے کیونکہ تیرے پاس ''سفیرانِ حَرم'' آتے ہیں!!

(اُردو لنک۔16 اکتوبر 2009 صفحہ 15)

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

ناداں اُلجھ رہے تھے عبث آفتاب سے
ہم نے دکھا دیا تھا حوالہ کتاب سے

یہ اور بات ہے کہ ابھی مطمئن نہ تھا
خاموش تو وہ ہوگیا تھا اس جواب سے

آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر دیکھتی نہ تھیں
کوئی بڑا عذاب نہ تھا اس عذاب سے

اللہ بھیج سایہء ابرِ رواں کوئی
سَنولا گئے ہیں دُھوپ میں چہرے گلاب سے

کوئی تمیز اچھے برے کی نہیں رہی
دھندلا گئی ہیں سرحدیں اس انقلاب سے

آئینہ میرے کانپتے ہاتھوں سے گر گیا
مَیں بال بال بچ گیا یوم الحساب سے

مضطؔر کے نام پر خطِ تنسیخ کھینچ کر
خود کو بھی تم نے کردیا خارج نصاب سے

(چوہدری محمد علی مضطؔر عارفی)

یومِ فرقان 7 ستمبر 1974

ارشاد عرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

اب مسلماں اور یہودی، ایک ہیں پہچان میں
بڑھ گئے اک دوسرے سے کفر کے میدان میں

یوں مشابہ ہیں کہ گویا پاؤں کی دو جُوتیاں
تھا یہی لکھا رسُول اللہ ﷺ کے فرمان میں

بٹتے بٹتے آخرش فرقے تہتر ہو گئے
سن چوہتر آ گیا آخر اسی دوران میں

سن چوہتر غافلو ، کیا تھا بھیانک موڑ تھا
اک نحوست کا ہوا آغاز پاکستان میں

دُشمنی میں پھر مسیّحا کی اکٹھے ہو گئے
ہو گیا ' ایکا ' فقیہوں اور سیاست دان میں

داڑھیوں سے بُوٹ پالش پر بھی راضی ہو گئے
بِچھ گئے بھٹو کے آگے بس اسی ارمان میں

سر کو چڑھ جاتا ہے جب کافر بنانے کا نشہ
ان دنوں پھر مولوی رہتا نہیں اوسان میں

پھن کو پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے دیں کی راہ میں
ڈالتا ہے وسوسے پھر ہر دلِ نادان میں

اور سودا کوئی بھی رکھتا نہیں یہ شر پسند
کفُر کے فتوے بہت شیطان کی دُکان میں

دل میں نفرت، لب پہ گالی، ہاتھ میں تھیں لاٹھیاں
تھا یہی کُچھ 'حامیانِ دین' کے سامان میں

سارے مُلّا اپنی اپنی بولیاں بولا کیئے
تھا تمسخر اور اِستہزاء لبِ خندان میں

آگ نفرت کی گلی کُوچوں میں جب بھڑکا چکے
فیصلہ کرنے لگے پھر کفُر اور ایمان میں

کفُر کا لُقمہ کھلانے پر بضد تھے مولوی
ایک ہی 'ڈِش' تھی فقط مُلّا کے دسترخوان میں

متفق تھے، متحد تھے، اُن سے اہلِ اقتدار
ایک بھی ذی ہوش نہ تھا سینکڑوں ارکان میں

خُوب کی اَتمامِ حُجت جب اِمامِ وقت نے
بڑھ گئے تُم کفُر میں اور ہم بڑھے ایمان میں

جب سنایا جا چکا جو طے شدہ تھا فیصلہ
فرق اس دن کچھ نہ تھا مُلّا میں اور شیطان میں

گو تمہارے واسطے تھا کھیل بائیں ہاتھ کا
پیچ سا تھا پر نہاں، اس عقدۂ آسان میں

تم سمجھ پائے نہ اسکو اور خود جکڑے گئے
اپنے ہاتھوں سے بنائے کفُر کے زندان میں

دشمنوں کے مکر ان پر اس طرح اُلٹے پڑے
راہ بچنے کی نہ پائی کوچۂ انجان میں

جال میں اپنے ہی پھنس جاتا ہے آخر بےشعور
بس یہی اک فرق ہے دانا میں اور نادان میں

جب اسمبلی میں چلا جھگڑا 'بہتر[72]'، 'ایک[1]' کا
تم 'بہتر[72]' اک طرف، ہم 'ایک[1]' تھے ایوان میں

جس پہ تصدیقِ محمد مصطفٰے ﷺ کی مُہر ہے
ہم وہ تنہا 'ایک[1]' ہیں اس عالمِ گنجان میں

دن ستمبر کا وہ کیا تھا، لمحۂ فُرقان تھا
ناجی و ناری کا جھگڑا طے ہوا اک آن میں

جب حدیثِ مصطفٰے ﷺ اس شان سے پوری ہوئی
جو دلِ حساس تھا وہ گھِر گیا خلجان میں

جس میں رتی بھر بصیرت تھی لرز کر رہ گیا
رُعب ایسا تھا شہہِ لولاک ﷺ کے فرمان میں

ہم نتھر کر صاف ہوکر ہو گئے سب سے الگ
گر گئے پر تم 'بہتر[72]' ہی کے کُوڑے دان میں

کیا حقیقی اور سرکاری مسلماں کا ہے فرق
فرق جو تُوڑی میں ہے اور سنبل و ریحان میں

ڈھول عددی برتری کا شوق سے پیٹو مگر
اس تعلّی کی بہت تردید ہے قرآن میں

تم تو کہتے تھے کہ مُردہ لاش ہے مرزائیت
اب نہ اُٹھ پائے گی یہ ہرگز کسی میدان میں

تم تو کہتے تھے کہ سر ہے سانپ کا کُچلا گیا
وہ ڈرے اس سے کہ جس کی عقل ہے نقصان میں

الغرض شوخی تمہاری دید کے قابل تھی تب
خُوب کی رَدّ و بدل آئینِ پاکستان میں

آؤ دیکھو کس نے دُنیا میں طنابیں گاڑ دیں؟
بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں؟
کس میں ہے وحدت' خلافت' اور منظم کون ہے؟
کون ہے بازار کی اک بھیڑ کے فرمان میں؟
کس نے پائیں رفعتیں اور پستیاں کس کا نصیب؟
کون ہے آکاش پر اور کون قبرستان میں؟
کس کو حُجرے میں محمدﷺ کے ملی جائے اماں؟
کون بیٹھا رہ گیا اِبلیس کے دالان میں؟
شش جہت میں گونجتی ہے آج اس کی بازگشت
جو صدا تم نے دبانا چاہی پاکستان میں
ہم خدا کے ہاتھ کے بوئے ہوئے وہ بیج ہیں
جو اُگے شہروں میں ، ویرانوں میں، ریگستان میں
تم نے اپنے زعم میں جو مسئلہ حل کر دیا
اب سوا سو سال کا ہے دیدہِ حیران میں
ہم پہ فرمانِ زباں بندی لگاؤ شوق سے
ٹاکرا کل ہو گا تم سے حشر کے میدان میں
ڈھیل ہے بے شک مگر آخر کو ہوتی ہے پکڑ
چُوکتی ہرگز نہیں قدرت کبھی چالان میں
ایک شے ہے قیمتی اور نام ہے اس کا ضمیر
وہ نہ ہو تو فرق کیا انسان اور حیوان میں
نظم یہ سینہ بہ سینہ ہی چلے گی دوستو
چھپ نہ پائی یہ کبھی عرشی کے گر دیوان میں

تبصرہ و تجزیہ

لطف الرحمٰن محمود

The Holy Prophet Of Islam

HADRAT MUHAMMAD MUSTAFA ﷺ

(By Dr. Karimullah Zirvi)

نبیوں کے سردار، حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں پر اب تک تمام مشہور زبانوں میں ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی۔ عاشقانِ رسولؐ اس بحرِ بیکراں سے آبدار موتی نکال کر اہلِ نظر کو نذر کرتے رہیں گے۔

قرآن کریم کا نزول و تدوین، ادعیہ ماثورہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر معارف کلام کی حکمت و عظمت نیز دعوتِ احمدیت، ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب کی قلمی جدّ وجہد کے مرغوب عناوین ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے زیرِ نظر کتاب، حضرت رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال، تحریر کی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کتاب کا پیش لفظ رقم فرمایا ہے اور سیرتِ نبویؐ پر اظہارِ خیال کے اِس اسلوب کو سراہا ہے جس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور تعلیمات کو عصرِ حاضر کے مسائل و مشکلات کے حل کیلئے مینارِ نُور کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اندازِ بیان کو جماعتِ احمدیہ کا مذہبی فریضہ اور ذمہ داری قرار دیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب، 25 ابواب اور 457 صفحات پر مشتمل ہے اور مصنف کی غیر معمولی محنت و تحقیق کا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت سے وصالِ الٰہی تک کے تمام اہم واقعات کا ذکر کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان واقعات سے تلقین و تبلیغ، تہذیبِ اخلاق اور تشکیلِ کردار کیلئے اسباق اخذ ہوتے رہیں۔ یوں تو تمام ابواب مفید مضامین کے حامل ہیں مگر درج ذیل عناوین غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

مستشرقین اور مذہبی ناقدین کی طرف سے یہ الزام تواتر سے دُہرایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ کتاب میں کئی ابواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں ہونے والی دفاعی جنگوں کے حقائق و کوائف دیئے گئے ہیں جو اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے مفید ہیں۔

دسواں باب، فاضل مصنف نے، صلح حدیبیہ کے بعد، عرب اور غیر عرب بادشاہوں اور حکمرانوں کو لکھے جانے والے تبلیغی خطوط کیلئے وقف کیا ہے۔ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح مکّہ کے انقلاب آفریں موڑ سے پہلے ہی حضور رحمۃ اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقینِ کامل

تھا کہ آپؐ کا آفاقی پیغام اکنافِ عالم پر محیط ہے۔
اٹھارواں باب اس کتاب کا دِل ہے۔ اس میں قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ کے حوالے سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے 53 فضائل ومناقب اور خصوصیات کے دلکش ذکر کو یکجا کر دیا گیا ہے۔
بیسویں باب میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی بعض ایمان افروز جھلکیاں پیش کی گئی ہیں جن کا توکل علی اللہ، محبتِ الٰہی، قبولیتِ دعا، حقوق العباد کی ادائیگی، شجاعت، رفقاء کیلئے محبت، غیر مسلموں کے حقوق کا احترام، دشمنوں سے عفو و درگزر، طبقہء نسواں کے حسنِ سلوک کا ذاتی نمونہ اور اثر انگیز تلقین، بچوں سے شفقت، غرباء، مساکین اور یتامیٰ کی دلداری سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو 'اسوۂ حسنہ' قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ کی کتابِ زندگی کا ایک ایک ورق نظر افروز ہے۔ اگر اُمّہ ' خیر الرسل صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنالے تو مسلم معاشرہ جنت ارضی میں ڈھل جائے۔
سیرتِ طیّبہ پر یہ کتاب جماعتی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے۔ افرادِ جماعت سے میری استدعا ہے کہ اس کتاب کے مندرجات سے استفادہ کریں اور اپنے حلقہء ملاقات سے تعلق رکھنے والے غیر از جماعت احباب کو بھی ہدیۃً پیش کریں۔
اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب واذہان اور گھروں کے در ودیوار کو محبتِ رسول ﷺ سے معطّر ومنور فرمائے، آمین۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

مجھے کافی رَبّ رحمان ہوا

مبارک احمد ظفؔر۔ لندن

مرے کفر کا جب اعلان ہوا
مرا پختہ اور ایمان ہوا

جس روز 'بہتر 72' ایک ہوئے
وہ دن یومِ فرقان ہوا

انسان کے رُوپ میں ہی شیطاں
فرعون ہوا ، ہامان ہوا

اب لاٹھیاں والے میں بھی وہی
سرگرمِ عمل شیطان ہوا

اے کلمہ طیّبہ مٹانے والے خود
ترے مٹنے کا سامان ہوا

تجھے زعم ہے طاقت و کثرت کا
مجھے کافی رَبّ رحمان ہوا

تیرا محور فانی دنیا ہے
میرا قبلہء جاں قرآن ہوا

''سب ٹھاٹھ دھرا رہ جائے گا''
جب اشک کوئی طوفان ہوا

میرے قلم کو نسبت اس سے ہے
جو قلم کا ہے سلطان ہوا

ہر دَور میں کلمہء حق ظفؔر
اہلُ اللہ کی پہچان ہوا

تبلیغ، وقت کی ضرورت

مولانا محمد ظفر اللہ ہنجرا، ہیوسٹن ٹیکساس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مجھ کو دے اِک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اِک دیوانہ وار

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کیلئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام جوش سے اور غم سے بھرا ہوا ہے۔ کہیں دینِ مصطفیٰؐ کی کمزوری اور دشمنوں کے حملوں پر رنجیدہ اور غم سے بھرے ہوئے ہیں اور کہیں شیر ببر کی طرح دشمنوں کو للکارتے اور دینِ اسلام کے دفاع میں اپنی ذات کو پیش کرتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ مقابلہ کرو اور میں خدا کی طرف سے دینِ محمد ﷺ کو اس کی اصل صورت میں قائم کرنے آیا ہوں۔ اس کیلئے آپ نے جماعت کو اُبھارا اور مختلف رنگوں میں تبلیغ کے حق ادا کئے، اشتہار لکھے، کتابیں شائع کیں، مناظرے کئے، مہمان نوازیاں کیں، ذاتی خطوط لکھے۔

یہ سارے ذرائع تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار کئے اور جماعت کیلئے ایک نمونہ رکھ دیا کہ اگر کتابیں نہیں لکھ سکتے، مناظرے نہیں کر سکتے تو کم از کم مہمان نوازی کر کے تبلیغ کے فریضہ کو ادا کر سکتے ہیں۔

یہاں کے ماحول میں رہتے ہوئے ہر ایک سے یہ آواز سنائی دیتی ہے، یہاں کی زندگی بہت مصروف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے زیادہ مصروف تو نہیں!!

ایک طرف دو بیماریاں، جماعت کی تربیت، کتابوں اور اشتہارات کی طباعت، عدالتوں میں حاضری، لیکن یہاں اس مصروفیت کے ساتھ آسانی کے ذرائع بھی اتنے آگئے ہیں جس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

اخبار میں ایک معمولی سی رقم کے ساتھ اپنے فون نمبر کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف کروا سکتے ہیں، ای میل یا جماعت کی ویب سائیٹ کی اطلاع دے سکتے ہیں۔

اس وقت میں اس تفصیل میں تو جانا نہیں چاہتا اس پر آئندہ بھی لکھتا رہوں گا، فی زمانہ جو ہماری اس وقت کی ضرورت ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

یہ خدا کی تقدیر ہے یہ پیغام دنیا کے کناروں تک تو پہنچ چکا ہے لیکن عوام الناس تک پہنچانے کی ابھی ضرورت ہے اور یہ 'تیری تبلیغ' وہ تدبیر ہے جو ہر فرد کے ہاتھ میں تھمائی گئی ہے۔ اب اس تقدیر کو کتنا جلدی لے کر آنا ہے یہ ہم سب کا فرض ہے۔

مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ نے متعدد جلسوں اور اجتماعات پر توجہ دلائی ہے۔ خصوصاً شوریٰ کا آخری سیشن بھی اس تبلیغ کے موضوع کیلئے وقف رہا اور احباب جماعت کو جس رنگ میں ابھارا اور حوصلہ دلایا گیا وہ بھی خاص انداز تھا اور لوگ اس جذبہ سے معمور ہو کر گئے اور بیک زبان کہا' امیر صاحب! ہم اس ذمہ داری کو نبھائیں گے۔ اس دفعہ پھر انصار اللہ کے اجتماع پر انفرادی اور اجتماعی طور پر حضور اقدس کی اس خواہش کو رکھا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے پیغام کو

ہر ایک نے 1200 اُفراد تک پہنچانا ہے۔ اور یہ صرف پمفلٹ تقسیم کر کے نہیں بلکہ ذاتی رابطہ کر کے پہنچانا ہے۔ سب انصار نے یہ عہد کیا کہ ہم اس فریضہ کی ادائیگی میں پوری کوشش کریں گے۔ یہ کوئی نیا پیغام نہیں بلکہ حضور اقدس نے خلافت کی نئی صدی کے پیغام، لندن اور جرمنی کے اختتامی خطابات میں بھی اس عہد کی یاددہانی کروائی ہے۔ اور اس پیغام کی نہ صرف زبانی بلکہ عملی تکمیل چاہتے ہیں۔

ہمیں اپنے عہد و پیمان کا لحاظ کرنا ہوگا کیونکہ عہدوں کی پاسداری کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ اجتماع سے واپسی پر بعض انصار جو اس عہد کے پورا کرنے کے جذبہ سے سرشار تھے، انہوں نے ایئرپورٹ سے اس عہد کو نبھانے کی عملی کوشش شروع کردی۔

ملک حمید صاحب Dallas سے لکھتے ہیں کہ تبلیغ کا سلسلہ ایئرپورٹ پر لمبا ہوگیا اور مسافر دلچسپی کے ساتھ میری باتیں سنتے رہے اور میرے اندر بھی یقین پیدا ہوگیا کہ کام شروع کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ راستے نکال دیتا ہے۔

Houston کے ایک ناصر 'مرزا مظفر احمد صاحب' جب سے اجتماع سے آئے ہیں، پبلک جگہوں پر تبلیغ کیلئے Display بنا رہے ہیں اور اس کام کی انجام دہی میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں۔ 31/ اکتوبر ہفتہ کو Flea Market میں ایک ٹیبل لیا اور کتابیں لے کر بیٹھ گئے اور کہا میرا مقصد تو کام شروع کرنا ہے اور میں نے پختہ عزم سے شروع کردیا ہے۔

New Orleans کی جماعت کے صدر' مکرم مبشر احمد صاحب' سیاسی حلقوں میں کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں، وہ وقتاً فوقتاً سیاسی و سماجی میٹنگز کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے یکم نومبر کو ایک سیاسی میٹنگ بلائی، جس میں انہوں نے وہاں کے سینیٹر U.S. Senator David Vitter کو بلایا ہوا تھا اور اس کے ساتھ پاکستانی کمیونٹی کو بلایا تھا اور ان کیلئے ایک موقع فراہم کیا کہ وہ سینیٹر سے ہر قسم کے سوال کرسکیں۔ تقریباً 150 افراد اس میٹنگ میں شامل ہوئے تھے۔ اس علاقے میں مزید تبلیغ کیلئے احباب جماعت کے اندر جوش اور جذبہ بیدار ہو چکا ہے۔ اللہ کرے یہ جوش وتپش کی آگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مولیٰ سے مانگی تھی ہم میں سے ہر ایک کے اندر شعلہ زن ہو۔ اور ان عہدوں کو جو ہم نے مختلف میٹنگز میں کئے ان کو پورا کرنے والے بن جائیں۔ باقی آئندہ۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲

✲✲✲ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ✲✲✲

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 44۔ جدید ایڈیشن)

گھریلو زندگی کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گواہی یہ ہے کہ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)